اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمۃً وَّاِنَّ مِنَ البیانِ لَسِحرًا
تعویذ جادو و طلسم اعجاز دیوان دوم بلبل ہندوستان اوستاد جہان
آفتاب داغ

[illegible]	کونین جسکے ناز سے چکرا رہے ہیں داغ میں ہوں نیاز مند وہی بے نیاز کا	شعر

تو جو اللہ کا محبوب ہوا خوب ہوا
یا نبی خوب ہوا خوب ہوا خوب ہوا

شب معراج یہ کہتے تھے فرشتے باہم
سخن طالب و مطلوب ہوا خوب ہوا

اے شہنشاہ رسل فخر رسل ختم رسل
خوب سے خوب خوش اسلوب ہوا خوب ہوا

حشر میں امت عاصی کا ٹھکانا ہی نہ تھا
بخشوانا تجھے مرغوب ہوا خوب ہوا

حسن یوسف میں ترا نور تھا اے نور خدا
چارۂ دیدۂ یعقوب ہوا خوب ہوا

تھا سبھی پیش نظر معرکۂ کرب و بلا
صبر میں ثانی ایوب ہوا خوب ہوا

فخر آدم کو نہ ہوتا جو فرشتہ ہوتا
نبی آدم سے جو منسوب ہوا خوب ہوا

۳	داغ ہے روز قیامت مری شرم اسکے ہاتھ میں گناہوں سے جو محجوب ہوا خوب ہوا	شعر ۱۳

عیب نکلا جو ہنر پیدا کیا
ہنسے گھر یا جس قدر پیدا کیا

جس نے مضمون کمر پیدا کیا
اس نے نا پیدا مگر پیدا کیا

کھو کے دیتا ہے مجھے دنیا سے وہ
جس کو میں نے [illegible] پیدا کیا

اہل جنت کو بھی آیا اوس سے رشک
جس کسی نے دل میں گھر پیدا کیا

اسے زہے صبر [illegible] دل
ہم نے جس کو [illegible] پیدا کیا

آسمان تو آسمان [illegible]
تم تو نے فتنہ [illegible] پیدا کیا

داغ کیا [illegible]
تم نے میرا سا [illegible] پیدا کیا

شرم جب پیدا [illegible] ہاتھ
جس نے مجھ کو [illegible] پیدا کیا

عشق نے کیا کیا دکھائے شعبدے
دل ادھر کھویا ادھر پیدا کیا

چٹکیاں لینے لگا کچھ دل میں درد
عشق نے کم کم اثر پیدا کیا

بے مانگے درد عشق و غم جان گزا دیا
سب کچھ ہمارے پاس ہے اللہ کا دیا

ناوک ابھی ہے شست مین صیاد کے مگر
اوٹھی ہین اونگلیان وہ نشانہ اوڑا دیا

رکھتے ہین ایسے چاند کو تو غیر بھی عزیز
یوسف کو بھائیون نے کنوئین مین گرا دیا

ملتا ہے بخت دل مجھے سرکار عشق سے
اچھی جگہہ نصیب نے ٹکڑا لگا دیا

صرف بنائے میکدہ ہے شیخ کچھ نہ پوچھ
اکثر اک اینٹ کے لیے مسجد کو ڈھا دیا

ملتے ہین ترے چاہنے والے ہین تیرے ڈھنگ
جو کچھ پہ مٹ گیا مجھے اوسنے مٹا دیا

مضمون شوق چھپ نہ سکا اسکو کیا کرون
گو مین نے خط رقیب کے خط مین ملا دیا

دنیا مین اک یہی ہے زیارت گہ جنون
خانہ خرابیون نے مرا گھر بنا دیا

لب خشک ہو رہے ہین کہ بیت سرخ ہین
لو سچ کہو کہ قول رقیبون کو کیا دیا

تیر فراق داغ تمنا و رشک غیر
دل ہو جگر ہو کھاتے ہین سب آپکا دیا

پیکان یار سینے سے کیونکر نکال دون
یہ بھی خدا کی دین کہ دل دوسرا دیا

تا حشر منکرین قیامت نہ مانتے
کچھ کو بنا کے اوسکا نمونہ دکھا دیا

۱۱

سمجھین گے خوب اوس بت نا آشنا سے داغ
گر ایکبار اور خدا نے ملا دیا

شعر ۱۷

[illegible] نے مجھے کیا مزا دیا
سینے پہ چڑھ کی اوسنے خم خم پلا دیا

ہر اک کو مستعار دل مبتلا دیا
یون ہم نے اک زمانے کو عاشق بنا دیا

جو کچھ ہوا تو دل مجھے اے بیوفا دیا
تقدیر نے بگاڑ دیا یا بنا دیا

آخر کو جوش گریہ نے اتنا کیا اثر
نقش مراد صفحۂ دل سے مٹا دیا

احسان مانتا ہون ستمہائے غیر کا
بگڑا ہوا مزاج تمھارا بنا دیا

وہ نامراد لطف اسیری ہون ہم صفیر
صیاد نے بھی مجھکو چمن سے اوڑا دیا

اپنی تو زندگی ہے تغافل کی وجہ سے
وہ جانتے ہین خاک مین ہمنے ملا دیا

تھوڑی سی پی کے تلخی مے کا گلا رہا — جب منہ کو لگ گئی تو نہایت مزا دیا

وہ ناز سے زمیں پہ رکھتے نہ تھے قدم — تعریف کر کے اور بھی میں نے اڑا دیا

کام آ گیا ہجوم رقیبوں کا بزم میں — اس فتنہ گر کی آنکھ سے مجھکو چھپا دیا

تعریف جور اور پھر اس شد و مد کے ساتھ — میری زباں نے تجھے جھوٹا بنا دیا

یوں ہو گئی نجات یہ تدبیریں پڑی — ناصح کو میں نے غیر کے پیچھے لگا دیا

کوئی بھی طول روز جزا سے غرض نہ تھی — میری شب فراق کی ضد نے بڑھا دیا

بارونکا میرا ساتھ ہے مانند برق و ابر — رویا کیا بہت تجھے جسنے ہنسا دیا

انساں جانتے تو نہ لکھتے وہ یہ جواب — کیا جانے نامہ بر نے تجھے کیا بتا دیا

کھلا رہے ہیں حاتم ثانی جناب شیخ — کیا جانے سیفر وسق کو حضرت نے کیا دیا

۱۲ھ

بخشا گیا جو داغ سیہ کار دیکھنا
جنت کسے گی آگ لگا دی جلا دیا

شعر ۲

کچھ جو قاتل کا تبسم نمک افشاں ہوتا — کیا ہی پھیکا مرے زخموں سے نمکداں ہوتا

موت کا مجھکو نہ کھٹکا شب ہجراں ہوتا — میرے پہلو سے یہ گھر آپکا درباں ہوتا

گر مرے ہاتھ تری بزم کا ساماں ہوتا — میزباں میں کبھی ہوتا کبھی مہماں ہوتا

عشق تاثیر جو کرتا تو نہ پنہاں ہوتا — رنج میرا ترے چہرے سے نمایاں ہوتا

دین و دنیا کے مزے چکھتے جو دو دل ہوتے — ایک میں کفر اگر ایک میں ایماں ہوتا

دلکو آسودہ جو دیکھا تو انہیں ضد آئی — اس سے بہتر تو یہی تھا کہ پریشاں ہوتا

خلد میں پھر یہی عشق کے ساماں پیدا ہے — لطف جب تھا کہ یہ مجھ سے بھی پشیماں ہوتا

بے نیازی جو ہوئی میری تمنا سے ہوئی — مجھکو ارمان جو ہوتا تجھے ارماں ہوتا

عشق کچھ کھیل نہیں یا دل آرام طلب — سیکھنا تھا تجھے وہ کام جو آساں ہوتا

کیا غضب ہے نہیں انساں کی انساں کو قدر — ہر فرشتے کو یہ حسرت ہے کہ انساں ہوتا

حشر کے روز تجھے پاس عدالت ہوگا
بخش دیتا جو یونہین جرم تو احسان ہوتا

ہم پڑھی لیتے ہین کلمۂ بت کافر سن لے
تو نے دیکھا ہی نہین کوئی مسلمان ہوتا

ای فلک ہجر مین گھنگھور گھٹا چھائی ہے
دامن ابر بھی میرا ہی گریبان ہوتا

ذبح کے بعد تجھے لطف خلش رہجاتا
کاش خنجر نہین ترے تیر کا پیکان ہوتا

مرض عشق طبیبون نے بہت الجھایا
آخر کار یہ آزار ہی درمان ہوتا

کون مدت سے ہے عادت تجھے تنہائی کی
پاس فردوس کے سنسان بیابان ہوتا

شکر کرتا ہون ملی نعمت غم کھانے کو
آج فاقہ ہی مجھے اے شب ہجران ہوتا

ہوگئی بار گران بندہ نوازی تیری
تو نہ کرتا اگر احسان تو احسان ہوتا

بے تلاشی لئے رہتا نہ کبھی دست جنون
گر مری جیب کے اندر بھی گریبان ہوتا

۱۳ — داغ کو ہمنے محبت مین بہت سمجھایا
وہ کہا مان نہ لیتا اگر انسان ہوتا — شعر ۱۳

دل بیتاب اضطراب نے مارا
اسی خانہ خراب نے مارا

میری آنکھون سے چھپان لیں ہرگز
نرگس نیم خواب نے مارا

دیکھ لینا کہ حشر کا میدان
تیرے حاضر جواب نے مارا

یاد کرتے ہو غیر کے اشعار
ہاے اس انتخاب نے مارا

دل لگاوٹ نے کر دیا بسمل
اور پھر اجتناب نے مارا

سبکو ڈھونڈھا زمانے بھر مین
اپنے خالی ثواب نے مارا

جان بھی تو نظر نہین آتی
اب نگاہ عتاب نے مارا

تھک گئے ہاتھ لکھتے لکھتے خط
اس سوال و جواب نے مارا

جا چکین خلد مین کہ دوزخ مین
طول روز حساب نے مارا

وصل دیکھا اگر وصال ہوا
مجھ کو تعبیر خواب نے مارا

میری میت پہ کیون نہ برسے نور
مجھ کو بیتاب دیکھ کر روئے

غیرت آفتاب نے مارا
آپ کے اضطراب نے مارا

۱۴

دیکھکر جلوہ عشق ہوئے موسیٰ
داغ مجھ کو حجاب نے مارا

شعر ۲۶

اِس کعبہ دل کو کبھی ویران نہین دیکھا
اوس بت کو کہ اللہ کا مہمان نہین دیکھا

کیا ہمنے عذاب شب ہجران نہین دیکھا
تمکو نہ یقین آئے تو ہان ہان نہین دیکھا

کیا تونے مرا حال پریشان نہین دیکھا
اس طرح جسے دیکھا کہ مری جان نہین دیکھا

جب ہاتھ پڑا وصل مین شوخی سے کسی کا
پھر ہمنے گریبان کو گریبان نہین دیکھا

ہم جیسے ہین ایسا کوئی ڈرتا نہین پایا
تم جیسے ہو ایسا کوئی نادان نہین دیکھا

راحت کے طلبگار ہزارون نظر آئے
محشر مین کوئی حور کا خواہان نہین دیکھا

نظرون مین سمایا ہوا سامان نہین جاتا
لیلا نے کبھی قیس کو عریان نہین دیکھا

اوس بت کی محبت مین قیامت کا مزا ہی
کافر کو کبھی تہ و غمین پشیمان نہین دیکھا

کہتے ہو کہ بس دیکھ لیا ہمنے ترا دل
دل دیکھ لیا اور پھر ارمان نہین دیکھا

کیا ذوق ہے کیا شوق ہے سو مرتبہ دیکھون
پھر بھی یہ کہون جلوہ جانان نہین دیکھا

محشر مین وہ نادم ہون خدا ہے نہ دکھائے
آنکھون نے کبھی اوسکو پشیمان نہین دیکھا

جو دیکھتے ہین دیکھنے والے ترے انداز
تونے وہ تماشا ہی مری جان نہین دیکھا

ہر چند ترے ظلم کی کچھ حد نہین ظالم
پر ہمنے کسی شخص کو نالان نہین دیکھا

گو نزع کی حالت ہے مگر یہ کہونگا
کچھ تمنے مرا حال پریشان نہین دیکھا

تم غیر کی تعریف کرو قہر خدا ہے
معشوق کو یون بندہ احسان نہین دیکھا

کیا جذب محبت ہے کہ جب سینہ سے کھینچا
سفاک ترے تیر مین پیکان نہین دیکھا

ملتا نہین ہم کو دل گم گشتہ ہمارا
تونے تو کہین ای ہم جانان نہین دیکھا

جو دن تجھے تقدیر کی گردش نے دکھایا
کیا داد ملی اوس سے پریشانی دل کی
لینے اوسے دیکھا مرے دل نے اوسے دیکھا
تم کو مرے مرنے کی یہ حسرت یہ تمنا
لو اور سنو کہتے ہین وہ دیکھ کے مجھ کو
تم منھ سے کہے جاؤ کہ دیکھا ہے زمانہ
کیا عیش سے معمور تھی وہ انجمن ناز
کہتی ہے مری قبر پہ رو رو کے محبت

تونے بھی وہ ایام گردش دوران نہین دیکھا
جس بت نے کبھی خواب پریشان نہین دیکھا
تونے اوسے ای دیدۂ حیران نہین دیکھا
اچھون کو بری بات کا ارمان نہین دیکھا
جو حال سنا تھا وہ پریشان نہین دیکھا
آنکھین تو یہ کہتی ہین گریبان نہین دیکھا
پہنچے تو وہان شمع کو گریان نہین دیکھا
یون خاک مین ملتے ہوے ارمان نہین دیکھا

۱۵

کیون پوچھتے ہو کون ہے یہ کسکی ہے شہرت
کیا تمنے کبھی داغ کا دیوان نہین دیکھا

شعر ۱۲

تو ہے مشہور دل آزار یہ کیا
جانتا ہون کہ مرے جان ہے تو
پاؤن پیر او کے گراہین تو کہا
تیری آنکھین تو بہت اچھی ہین
کیون مرے قتل سے انکار یہ کیون
سر اوڑاتے ہین وہ تلوار جن سے
ہاتھ آتی ہے متاع الفت
خوبیان گل تو بیان ہوتی تھین
لے لئے ہمنے لپٹ کر بوسے
وحشت دل سے سوا الفت مین
ضعف رخصت نہین دیتا غش کا

تجھ پر آتا ہے مجھے پیار یہ کیا
اور تمہین جان سے بیزار یہ کیا
دیکھیے ہین شب بیدار یہ کیا
سب انھین کہتے ہین بیمار یہ کیا
اسقدر ہے تمھین دشوار یہ کیا
کوئی کہتا نہین سرکار یہ کیا
ہاتھ سے ملتے ہین خریدار یہ کیا
آج ہی شکوہ اغیار یہ کیا
وہ تو کہتے ہے ہر بار یہ کیا
اور ہین سیکڑون آزار یہ کیا
سامنے ہے در دلدار یہ کیا

۱٦

باتیں سینے تو ٹھک جائیے گا
گرم ہیں داغ کے اشعار یہ کیا

شعر ۲۳

روکتا دل کو کہ شوق زلف دلبر لیچلا
اوسکی محفل سے کہوں کیا دلکو کیونکر لیچلا
نالہ جنکر دلکی باتیں لیسے باہر لیچلا
باندھ کر مشکین خیال زلف دلبر لیچلا
جل دیا وہ شعبدہ گر مین یہی کہتا رہا
ابر رحمت کا ہوا اہل جہنم کو گمان
وہ سدھارے اپنے گھر مجھکو رہی یہ کشمکش
رشک دشمن نے مجھے آنکھیں دکھائیں دور سے
دلکی باتیں دل ہی جانے چھیڑ دی ہے شوخیاں
پھر بلایا پھر کہا کچھ پھر اسے رخصت کیا
کیا ہوا کس سخت جان سے ہو گئی قاتل کو لاگ
سیکڑوں مہر شہادت ہیں سر داغ گناہ
آدمی کی کیا ہے طاقت جو ہوا اکا ساتھ دے
خوب رضوان سے در فردوس پر جھگڑے ہوئے
کاتب اعمال سے محشر میں ہوگی گفتگو
کوئی دامنگیر تھا کوئی گریبان گیر تھا
پوری اتری یہ قیامت سے نہیں مجھکو امید
بار عصیان کسقدر ہے آدمی ہے جو ضعیف
آنسوؤں کا قافلہ چلنے لگا نالے کے ساتھ

تھا منا مجکو کہ یہ سودا مرا سر لیچلا
ہار کر اکبار چھوڑا پھر مکرر لیچلا
یہ بشارت یہ خبر یہ مژدہ گھر گھر لیچلا
سانپ کے منھ میں مرا مجکو مقدر لیچلا
اسکو لینا وہ کوئی دل کو چرا کر لیچلا
سوئے دوزخ میں جو اپنا دامن تر لیچلا
ضبط نے کھینچا ادھر دل سوئے دلبر لیچلا
شوق نظارہ جو سوئے روزن در لیچلا
کسطرح لایا خدا جانے یہ کیونکر لیچلا
نامہ بر جب خبر تو نکا میری دفتر لیچلا
چھانٹ کر دس بیس میں جو ایک خنجر لیچلا
ملک عدم کو خود بنا کر اپنا محضر لیچلا
ٹھوکرین کھا کر گرا جب مجھکو رہبر لیچلا
جب محبت کا ذکر میں دلمیں چھپا کر لیچلا
اس لیے میں آپ اپنا حال لکھ کر لیچلا
اوسکو اپنے ساتھ جب میں روز محشر لیچلا
ایک دوڑا میں تری قد کے برابر لیچلا
یہ گرا دیگا جو اتنا بوجھ سر پہ لیچلا
یہ جرس آواز پر اپنی لگا کر لیچلا

اوسکی چتون پھرتے ہی محفل میں پل چل پڑ گئی — مضطرب کو مضطرب مضطر کو مضطر کر چلا
منزل مقصود تک پہونچے بڑی مشکل سے ہم — ضعف نے اکثر بٹھایا شوق اکثر لیچلا
داغ قسمت اپنے آئیگا نہ لائیگا جواب — لیچلا خط بھی تو صیدی کا کبوتر لیچلا

۱۷ — یہ حسین یہ مہ جبین یہ شہر ایسی لہر بحر / داغ کلکتہ سے لاکھوں داغ دل لیچلا — شعر ۱

کس نے کہا کہ داغ وفادار مر گیا — وہ ہاتھ ملکے کہتے ہیں کیا یار مر گیا
دام بلاے عشق کی وہ کشمکش رہی — اک اک پھڑک پھڑک کے گرفتار مر گیا
میرے ہی دم سے زندہ ہی آزار عشق کا — میں مر گیا اگر تو یہ آزار مر گیا
مجھ پر کرم جرم فغان پر کہ لطف کیا — شرم گناہ سے جو گنہگار مر گیا
بیداد گر کو رہ گئی کیا حسرت ستم — جب اپنی موت کوئی دل افگار مر گیا
بدتر ہی موت سے بھی زیادہ یہ زندگی — وہ جی گیا جو عشق کا بیمار مر گیا
رہی تیری جنبش حسن میں تاثیر زہر کی — جس کی نظر پڑی وہ خریدار مر گیا
آنکھیں کھلی ہوئی ہیں پس مرگ اسلیے — جانے کوئی کہ طالب دیدار مر گیا
جس سے کیا ہے آپ نے اقرار جی گیا — جسنے سنا ہی آپ سے انکار مر گیا

۱۸ — کس بیکسی سے داغ نے افسوس جان دی / پڑھکر ترے فراق کے اشعار مر گیا — شعر ۱۶

جگر کو تھام کے میں بزم یار سے اوٹھا — ہر اک قرار سے بیٹھا قرار سے اوٹھا
ہمارے دل لیئے وہ تنہا اوٹھا لیا ظالم — ترا ستم جو نہ اک روزگار سے اوٹھا
ہوا ہے پھر کہیں روشن یہ رشک تو دیکھو — کوئی چراغ جو میرے مزار سے اوٹھا
شب فراق اجل کی بہت دعا مانگی — جگر میں درد بڑے انتظار سے اوٹھا
ہوا ہی خون کے چھینٹوں سے پیرہن گلزار — ترے شہید کا لاشہ بہار سے اوٹھا

ہمارے خط مین وہ مضمون سرگرانی تھا / کہ ایک حرف نہ اوس گلعذار سے اوٹھا

تمھارے جھوٹ نے بے اعتبار ہے کیا / کہ جیسے ایک سے اوٹھا ہزار سے اوٹھا

اوسی کے راہ گذر مین لگائے سو چکر / جو گرد باد ہمارے غبار سے اوٹھا

گلہ رقیب کا سنکر جھکی ہین آنکھین / حجاب کب نگہ شرمسار سے اوٹھا

برس رہے تھے شرابی کراونگلیان اوٹھین / وہ ابر رحمت پروردگار سے اوٹھا

کسی نے پاے حنائی جو ناز سے رکھا / بھڑک کے شعلہ ہمارے مزار سے اوٹھا

رہی وہ حسرت دنیا کہ صبح محشر بھی / مین اپنے ہاتھون کو ملتا مزار سے اوٹھا

بچھوڑتا اگر اونکے قدم وہ کیون جاتی / مگر وہ ہاتھ دل بیقرار سے اوٹھا

وہ فتنہ فتنہ ہے وہ حشر حشر ہے یارب / جو بزم یار سے جو کوے یار سے اوٹھا

تم اپنے ہاتھ سے دو پھول قبر کو چنکر / یہ داغ کب دل امیدوار سے اوٹھا

۱۹	عدو کی بزم مین دیکھو تو داغ کے تیور / ذلیل ہوکے بڑے افتخار سے اوٹھا	شعر ۱۱

دل مبتلاے لذت آزار ہی رہا / مرنا فراق یار مین دشوار ہی رہا

ہر دم یہ شوق تھا اوسے قربان کیجیے / مین وصل مین بھی جان سے بیزار ہی رہا

احسان عفو جرم سے وہ شرمسار ہون / بخشا گیا مین تو بھی گنہگار ہی رہا

ہوتی ہین ہر طرح سے مری پاسداریان / دشمن کے پاس بھی وہ مرا یار ہی رہا

اون پہلوون سے ٹال دیا کچھ نہ کہہ سکے / ہر چند اونکو وصل کا اقرار ہی رہا

زاہد کی توبہ توبہ رہی نگہ شوخ پر / سو لوٹتین اوڑا کے بھی ہشیار ہی رہا

دیکھین ہزار رشک مسیحا کی صورتین / اچھا رہا جو عشق کا بیمار ہی رہا

صدقے مین کتنے چھوڑ دیے ہین بہت اسیر / مین بھی رہا ہوا کہ گرفتار ہی رہا

لذت وفا مین ہے نہ کسی کی جفا مین ہے / دلدار ہی رہا نہ دل آزار ہی رہا

لیکے دل دو گے تو دو پھر مجھے ہو جائیگا
تم ذرا اوس سے بھی یہ پوچھ تو لو جائیگا

مین آئے اے تکیہ ترے سر کا بن کر
کاٹ ڈالونگا مرا ہاتھ جو سو جائیگا

غیر آیا ہے عیادت کو اگر آنے دو
وہ بھی کمبخت مری جان کو رو جائیگا

آسمان ہو کہ زمانہ ہو غرض کوئی ہو
تم جسے دوست بنا لوگے وہ ہو جائیگا

نامہ بر دیدۂ بیمار ہمارا لیجا
یہ تو جاگے گا جو تو راہ مین سو جائیگا

کیون نگہبان بنے آپ پرائے دل کے
مفت کا مال ہے کھو جائیگا کھو جائیگا

حشر تک بات نجائے گی جو تم چاہو گے
گھر کا گھر ہی مین ابھی فیصلہ ہو جائیگا

کہہ گیا ساقی سرشار یہ چلتے چلتے
آپ جو رنگ مین ڈوبیگا ڈبو جائیگا

یہ وہ حالت ہے کہ ہنسنے کو رولا دیتی ہے
جو ہنسانے مجھے آئیگا وہ رو جائیگا

فیصلہ آج کئے لیتے ہین کچھ ہو جائے
نہ سہی اونسے خوشی رنج تو ہو جائیگا

روز جنتین ہین صفین نامہ برونکی بیکار
نہین جچتا وہ مرے ذہن مین جو جائیگا

خط کی یون نقل کہ قاصد کی اوتارون تصویر
یہ بھی گم ہوگا مرا نامہ بھی کھو جائیگا

وصل کے باب مین کی عرض تو ہنسکر بولے
کیون مرے جاتے ہو ہو جائیگا ہو جائیگا

۲۴

داغ تم داغ جدائی کے گلے کرتے ہو
چار چھینٹون مین وہ چلتے ہوئے دھو جائیگا

شعر ۱۰

رکے جو کام تو بیداد پر بس نہین چلتا
پرائے بس مین ہے کچھ اپنا بس نہین چلتا

ہمارے سینے مین پھر دن نفس نہین چلتا
جب اوسنے روکدیا کہہ کے بس نہین چلتا

دکھائین کوچۂ قاتل مین جانثارونکو
ہمارے ساتھ کبھی بوالہوس نہین چلتا

بہت ہمارے پھڑکنے سے تنگ ہے صیاد
کہ چار دن سے زیادہ قفس نہین چلتا

گذر گئے ہین جو دن پھر نہ آئینگے ہرگز
کہ ایک چال فلک ہر برس نہین چلتا

علاج غم سے چلے پیش کیا طبیبونکی
بغیر حکم الٰہی نفس نہین چلتا

وہ شہسوار بت اپنے دل میں حیران سے ہے
کہ میری خاک سے آگے فرس نہیں چلتا

وہ بدگمان ہے وہی نازنین مرا صیاد
کہ اپنے ہاتھ میں لیکر قفس نہیں چلتا

کبھی ادھر تو کبھی ہے اودھر وہ شاہسوار
یہ بانکپن ہے کہ سیدھا فرس نہیں چلتا

ملے جو داغ تو کیا بنا ہیں تجھکو کیسے
ہزار کوس سے کچھ اوسکا بس نہیں چلتا

شعر ۱۰

۲۵

ایک ہی شکوہ میں سامان وصل کا برہم ہوا
کیا ہنسی میں رنج پھیلا کس خوشی میں غم ہوا

حال میرا دوسرا گویا مزاج یار ہے
یہ سنبھالے سے نہ سنبھلے گا اگر برہم ہوا

نا امیدی تیرے صدقے تو نے دی جرأت مجھے
کم ہوا جب ایک ارمان ایک دشمن کم ہوا

پر اثر ہو تو بھی طوفان ہو نہیں دریا تو ہو
حسرت اوس آنسو پہ ہے جو قطرۂ شبنم ہوا

چارہ درمان سے بھی وہ رہیگی دیر تک چوٹ
تھوڑے تھوڑے لطف سے بھی اودل کم ہوا

آگے آگے رنگ لائیگا ابھی مضمون غم
نامہ بر کہتا ہے اک اک لفظ پر ماتم ہوا

درد دل معشوق کا غصہ نہیں اے چارہ گر
یہ نہ بڑھکر کم ہوا جب کم ہوا تو سم ہوا

صبح ہجراں میں ادھر غمگین ادھر انکا یہ حال
آئینے سے کہتے ہیں یہ کیا مرا عالم ہوا

داغ پھر اوس وقت جان پر بڑھائی رسم و راہ
پہلے تھوڑا رنج پایا پہلے تھوڑا غم ہوا

شعر ۹

۲۶

کہو جب تم یہ سے ہے بیمار میرا
تو کیونکر دور ہو آزار میرا

یہی دل باعث آزار میرا
یہی سمجھا ہے میرا یار میرا

پیام شوق بھی قاصد ادا ہو
نہ آئے نام بھی زنہار میرا

برائی میں بھی ہوگا کوئی مطلب
وہ کرتے ذکر کیوں بیکار میرا

مجھے کوسیں بلا سے گالیاں دیں
مگر وہ نام لیں ہر بار میرا

کہوں گا حشر میں یہ کون ہے کون
مزا دے جائیگا انکار میرا

خدا سے حشر کے دن وہ پکارے — کہاں ہے طالب دیدار میرا
قیامت ہے سنے وہ سر جھکائے — خدا کے سامنے اظہار میرا

۲۷

سمجھے تم جانتے ہو داغ ہوں میں
کہیں جاتا ہے خالی وار میرا

شعر ۱۶

جب جوانی کا مزا جاتا رہا — زندگانی کا مزا جاتا رہا
وہ قسم کھاتے ہیں اب ہر بات پر — بدگمانی کا مزا جاتا رہا
داستان عشق جب ٹھہری غلط — پھر کہانی کا مزا جاتا رہا
خواب میں تیری تجلی دیکھ لی — لن ترانی کا مزا جاتا رہا
مٹ گئی اب داغ فرقت کی جلن — اس نشانی کا مزا جاتا رہا
چھٹ سکے برسات میں کیونکر شراب — سرد پانی کا مزا جاتا رہا
درد نے اوٹھکر اوٹھایا بزم سے — ناتوانی کا مزا جاتا رہا
غیر پر لطف و کرم ہونے لگا — مہربانی کا مزا جاتا رہا
کوئی تجھپر بیغرض مرتا نہین — جانفشانی کا مزا جاتا رہا
آپ وہ اپنے نگہبان بن گئے — پاسبانی کا مزا جاتا رہا
دوسرا کوئی نہ تجھسا بن سکا — نقش ثانی کا مزا جاتا رہا
جب شراب کہنہ میں پانی ملا — اس پرانی کا مزا جاتا رہا
دوسرا پورا پڑا قاتل کا ہاتھ — سخت جانی کا مزا جاتا رہا
نامہ بر نے طے کئے سارے پیام — منھ زبانی کا مزا جاتا رہا
کوئی دن کی اب ہوا کھاتے ہیں ہم — دانے پانی کا مزا جاتا رہا

۲۸

داغ ہی کے دم سے تھا لطف سخن
خوش بیانی کا مزا جاتا رہا

شعر ۱۳

وہ جاتا ہے پھر کر جوتن کسیکا / ہمارے ہاتھ مین دامن کسیکا

غبار آلودہ ہین پائے حنائی / مٹا کر آئے ہو مدفن کسیکا

زمانے کے چلن سیکھے ہین تو نے / کسیکا دوست ہے دشمن کسیکا

دل ویران کو جب دیکھا تو بولے / یہ ہے اوجڑا ہوا مسکن کسیکا

کہا غنچے سے مرجھا کر یہ گل نے / ہمیشہ کب رہا جوبن کسیکا

پڑا تھا ہائے کس کمبخت کے ہاتھ / کہ ہے نکلا ہوا دامن کسیکا

کلیجا تھام لوگے جب سنوگے / نہ سنوائے خدا شیون کسیکا

گرے گی طور پر اک اور بجلی / چمکتا ہے رخ روشن کسیکا

گئے وہ جانب گور غریبان / برابر ہو گیا مدفن کسیکا

مرے ماتم مین وہ آئین تو کہنا / کرین غم آپکے دشمن کسیکا

کسی کا دم نکلتا ہے کسی سے / کسی پر حال ہے روشن کسیکا

تجلی روزن دل سے عیان ہے / جھروکے سے ہوا درشن کسیکا

نمبر ۲۹ — وہ پہرون دیکھتے ہین داغ کے داغ / کسیکی سیر ہے گلشن کسی کا — شعر ۹

گیا ہے عرش معلی پہ شور نالونکا / خدا بھلا کرے آزار دینے والونکا

اوٹھین جو بحث قیامت سے ہو قیامت ہے / عجیب حال دگر گون ہے پائمالونکا

وہ اپنا دست حنائی بھی رکھتے ڈرتے ہین / علاج کون کرے میرے دلکے چھالونکا

اسی پہ پرسش اعمال ہو گئے بیٹھے / جواب سہل نہین تھا مرے سوالونکا

فلک پہ شمس و قمر ہین نہین یہ لالہ و گل / مگر جواب کہان ہے تمھارے گالونکا

کہا یہ برق تجلی نے طور سے جلکر / ہمارا کیا ہے یہ قصہ ہے خوش جمالونکا

ہر ایک مار سیہ زلف و گیسوؤں کا کل / تمھارے بال ہین یا ڈھیت ہے یہ کالونکا

کہین نہین تری درگاہ کے سوا یا رب / فلک زدونکا ٹھکانا خراب حالونکا

۳۰

وہ پھول والوں کا میلہ وہ سیر یاد ہو داغ
وہ روز جھرنے پہ جمگھٹ پری جمالوں کا

شعر ۱۲

تو ہی اپنے ہاتھ سے جب دے رہا جاتا رہا
دل کی بھی پروا نہیں جاتا رہا جاتا رہا

جس توقع پر تھی اپنی زندگی وہ مٹ گئی
جو بھروسا تھا ہمیں وہ آسرا جاتا رہا

میں نے دیکھا انکی زلفوں کو تو فرمانے لگے
آپ کا دل کھل پڑا گم ہو گیا جاتا رہا

دل چرا کر آپ تو بیٹھے ہوئے ہیں چین سے
ڈھونڈھنے والے سے پوچھے کوئی کیا جاتا رہا

رشک دشمن کا زیادہ تم سے ہے مجھ کو ملال
دشمنی کا لطف شکووں کا مزا جاتا رہا

ہوسکے مطلب نگاری کیا پریشان طبع سے
ذہن میں آتے ہی حرف مدعا جاتا رہا

اپنی صورت کی بہا کرتی تھی اکثر تاک جھانک
رہ گئیں آنکھیں مگر وہ دیکھنا جاتا رہا

دیکھو دیکھو مجھ پہ برساتے رہو تیر نگاہ
صبر جیسے ہم آنکھ سے اچھل ہوا جاتا رہا

کسقدر اونکو فراق غیر کا افسوس ہے
ہاتھ ملتے ملتے سب رنگ حنا جاتا رہا

حرص انگیز دنیا مال ہے بنا بے ثبات
جسقدر حاصل کیا اس سے سوا جاتا رہا

اب بھی دن سے وہ رسم وراہ بھی موقوف ہے
ورنہ برسوں نامہ بر آتا رہا جاتا رہا

۳۱

داغ کچھ در رسم نہ تھا جسکا انہیں ہوتا خیال
ہو گیا گم ہو گیا جاتا رہا جاتا رہا

شعر ۱۳

غیر کو منہ لگا کے دیکھ لیا
جھوٹ سچ آزما کے دیکھ لیا

ان کے گھر داغ جا کے دیکھ لیا
دل کے کہنے میں آ کے دیکھ لیا

کتنی فرحت فزا تھی بوئے وفا
اس نے دلکو جلا کے دیکھ لیا

کبھی غش میں رہا شب وعدہ
کبھی گردن اوٹھا کے دیکھ لیا

جس دل ہے یہ وہ نہیں سودا
ہر جگہ سے منگا کے دیکھ لیا

لوگ کہتے تھے چپ لگی ہے تجھے
حال دل بھی سنا کے دیکھ لیا

جاؤ بھی کیا کرو گے مہر و وفا
بارہا آزما کے دیکھ لیا

زخم دل میں نہیں ہے قطرۂ خون
خوب ہم نے دکھا کے دیکھ لیا

ادھر آئینہ ہے ادھر دل ہے
جسکو چاہا اوٹھا کے دیکھ لیا

اونے صبح شب وصال مجھے
جاتے جاتے بھی آ کے دیکھ لیا

اونکو خلوت سرا میں بے پردہ
صاف میدان پا کے دیکھ لیا

تم کو ہے وصل غیر سے انکار
اور جو ہم نے آ کے دیکھ لیا

شعر ۱۳

داغ نے خوب عاشقی کا مزہ
جل کے دیکھا جلا کے دیکھ لیا

۳۲

بلا سے جو دشمن ہوا ہے کسی کا
وہ کافر صنم کیا خدا ہے کسی کا

دعا مانگ لو تم بھی اپنی زبان سے
کہ پورا ہو جو مدعا ہے کسی کا

ادھر آ کلیجے سے تجھکو لگاؤں
تجھی پر تو دل آگیا ہے کسی کا

کسی کی طپش میں خوشی ہے کسی کی
کسی کی خلش میں مزا ہے کسی کا

ذرا ڈال دو اپنی لٹون کا سایا
مقدر بہت نارسا ہے کسی کا

ہمیشہ اسے ہم نے گھٹتے ہی دیکھا
مگر دل بھی رنگ حنا ہے کسی کا

تمھیں اس سے کیا بحث کیوں پوچھتے ہو
کوئی تذکرہ ہو رہا ہے کسی کا

مری بزم میں آ کے وہ پوچھتے ہیں
برا حال مجھ سے سنا ہے کسی کا

ستم ہی کیے جاؤ ہم بھی ہیں حاضر
بہت حوصلہ دیکھنا ہے کسی کا

مجھے جان کس طرح تیری ادا سے
قضا پہ نہیں بس چلا ہے کسی کا

مری التجا پہ بگڑ کر وہ بولے
نہیں مانتے کیا کہا ہے کسی کا

وہ کرنے لگے ہیں قیامت کی باتیں
یہ سچ ہے تو بس فیصلہ ہے کسی کا

سنا کرتے ہیں چھیڑ کر گالیاں ہم
وگرنہ کوئی سر پھرا ہے کسی کا

بظاہر نجانے نجانے نجانے
تجھے داغ دل جانتا ہے کسیکا

نمبر ۳۳ | ردیف بائے موحدہ | شعر ۹

بزم سے آخر شب ہے سفر جام شراب
مست و سرشار کو سرشار سنبھالے لیا خاک
کثرت شمع اغیار سے محروم رہا
محتسب دیگا جواب اپنے ستم کا تو کیا
یہ بھی اے محتسب دوں لال پری کا ہے اثر
خون ہو دے گا مری پیاس سے اے ساقی
بزم دشمن میں ہے آپ تو صوفی بنکر
مئے گلرنگ بنا ہجر میں خونابۂ دل

شام غربت ہوئی ساقی سحر جام شراب
نہ تھمی دست سبو سے کمر جام شراب
تھوا بزم میں مجھ تک گذر جام شراب
کل جو کوثر پہ ہوا داد گر جام شراب
اوڑ کے پہونچی ہے جو مجھ تک خبر جام شراب
کوئی پتھر کا نہیں ہے جگر جام شراب
سرخ آنکھوں میں کہاں ہے اثر جام شراب
چشم تا سور ہوئی چشم تر جام شراب

نہیں معلوم کہ اے داغ تو ہے کس وطن میں
نہ تلاش ہے بت ہوش نہ سر جام شراب

نمبر ۳۴ | شعر ۱۴

میرے ہی دم سے ہے وفا کا نشان ہوا اب
ایک ایک گھڑی ہے بعد کی اک اک برس مجھے
کیا مر گیا ہوں دیکھ آ اے چارہ گر مجھے
آخر یہ ہو گیا دل تنگ کا جواب
اس حال کو پہنچ گئی ملکی خرابیاں
باقی ہے آدھی رات گھر سکا کیا جواب
سینے سے میرے دست تسلی اوٹھا لیجے

تجھسا اگر نہیں ہے تو مجھسا کہاں ہو اب
ہم دو گھڑی کو مری رو زبان ہو اب
اونکی زبان سے میری ثنا کا بیان ہو اب
گنجائش آپ کی آپکے دل میں کہاں ہو اب
تیرا مکان ہے جہاں خدا کا مکان ہو اب
گھر آکے وہ یہ کہتے ہیں وقت اذان ہو اب
سمجھا دل نحیف کو بار گراں ہو اب

دیکھو ذرا سی شرم نے سب کچھ مٹا دیا
وہ آنکھ وہ نگاہ وہ چتون کہان ہے اب

بعد فنا بھی اور مکدر کیا اوسے
میرا غبار میرے لیے آسمان ہے اب

مین کیا کہ اوسنے غیر کو روکا ہے بارہا
چلتا ہوا رقیب سے بھی پاسبان ہے اب

کیا لطف دوستی کہ نہین لطف دشمنی
دشمن کو بھی جو دیکھیے پورا کہان ہے اب

اس دور مین نصیب کہان عیش جاودان
غم بھی اگر ملے تو وہی ارمغان ہے اب

قاصد کی خاک آئی ہے اڑکر ہوا کے ساتھ
ہر پرزہ پرزہ نامہ کا برگ خزان ہے اب

یہ کیا کہا کہ حشر کے دن آزمائین گے
مین خوب جانتا ہون مرا امتحان ہے اب

لو اور سنیئے شکوۂ وصل رقیب پر
وہ صاف صاف کہتے ہین فرصت کہان ہے اب

لایا ہے مجکو بخت رسا بزم عیش مین
مجھے ڈر و کہ دوست مرا آسمان ہے اب

غ ۳۵

تم کو یقین نہین تو نہو اسکا کیا علاج
کمبخت داغ تمسے بہت بدگمان ہے اب

شعر ۱۵

ردیف تائے فوقانی

عالم یاس مین گھبرائے نہ انسان بہت
دل سلامت ہے تو حسرت ہے تو ارمان بہت

قتل ہونے نہ دیا شکر جفا نے تجھ کو
کام آئے ہین برے وقت مین احسان بہت

غیر کیواسطے سب طرز ستم بھول گئے
کچھ دوا کیجیے ہے آپکو نسیان بہت

ہو گیا روز کے صدمون سے کلیجہ چھلنی
سینکڑے ٹوٹے ہوئے قاتل ترے پیکان بہت

کاش دو چار ہزارون مین تو ہون کافر مطلق
ہمنے کعبے مین بھی دیکھے ہین مسلمان بہت

سر اٹھاتا نہین تو شرم جفا سے ظالم
پا لیے ہین کسی کمبخت نے احسان بہت

تم کر بیداد کرو اور نہ شرماؤ ذرا
ہم کہ ناکردہ گنہ اور پشیمان بہت

حسرتین روز نئی دل مین بھری جاتی ہین
تھوڑے تھوڑے بھی ہو جاتے ہین مہمان بہت

سوچئے دلمیں تو ہے عشق نہایت دشوار
نہ سمجھئے تو بھی کام ہے آسان بہت

وعدہ کرتے ہی پلٹ جاؤ ہم اس سے خوش ہیں
دل غمگین کو خوشی کی تو ہے اک آن بہت

دل سے کسطرح بھلا دیں تجھے اے پردہ نشین
تجھ کو دیں بھی تو رہتا ہے ترا دھیان بہت

رنگ لائیگا ترا دست حنائی کافر
ایکدن لائینگے اس ہاتھ پہ ایمان بہت

حسرتیں لے تو چلی روح عدم کو لیکن
اس مسافر سے چلیگا نہ یہ سامان بہت

سہو کی بات ہیں لو حضرت واعظ تا شیر
یہ مسلم کہ پڑھا آپ نے قرآن بہت

بزم احباب میں اے داغ کبھی تو ہنس بول
دیکھتے ہیں تجھے ہر وقت پریشان بہت

شعر ۱۲ ۳۶

ردیف دال مہملہ

تیری گلی سے گو ہو صبا یا نسیم بند
ہوگی نہ بوئے کاکل عنبر شمیم بند

گو اونکے گھر سے ہوگئی میری ندیم بند
رکھتا نہیں ہے کام کسی کا کریم بند

ہوگا دم اخیر بھی لب پر مرے الم
ہوگی زبان پڑھ کے الم میم بند

بخشے گئے تو حشر میں ہم سیر میں رہے
آخر کو ہو گئے در خلد نعیم بند

جو خود نہ کھا سکے وہ کھلائے کسی کو کیا
رہتا ہے رات دن در گنج لئیم بند

قاتل کی طرز تیغ تبسم نرالی ہے
اب نیم وا ہیں زخم جگر کے تو نیم بند

ایسی بھی ہیں سمجھئے بند لن ترانیاں
روکے سے کب ہوئی ہے زبان کلیم بند

روکے سے کوئی رکتی ہیں مژگان خونفشان
باندھے سے بھی ہو نہ کبھی دست کریم بند

چوری سے کوئی رات کو نکلا ہے دیکھئے
دروازہ گھر کا نیم ہے وا اور نیم بند

ہم اشک روک کے رکھتے ہیں آنکھ میں
کوئی کرے تو کوزے میں دریا حکیم بند

یوں ہیں بھری دلمیں گھر کئے ہوئی حسرتیں
ہو جائے جیسے قلعے میں فوج غنیم بند

شعر ۱۴	ای داغ اونسے جور و جفا کا گلا عبث تیرے سے کہے سے ہوگی نہ رسم قدیم بند	کٹ ۳۷

ردیف رائے مہملہ

جواب وصل نکلا آپ کے منہ سے نہیں بنکر
شکایت بھی یہاں آئی تو لب آفرین بنکر

مکدر مجھکو رکھنا تھا تو یوں ایچرخ رکھنا تھا
کدورت دل میں رہتی اوسکے کوچہ کی زمین بنکر

جو کرتے پیروی مجنونکی ہم کیا ہمکو سودا تھا
مگر وہ دل میں بیٹھا لیلی محمل نشین بنکر

رموز عشق سے واقف نہیں وہ ہیچ کم ماجد
وہی دانا سہی چھٹ جائینگے بھولے ہمیں بنکر

خیال نازکی ہے کوئی ناتے کر نہیں سکتا
ہزاروں آفتوں سے بچگئے تم نازنین بنکر

یہاں ہم بدنصیبوں کے جو حصہ میں نہیں آئی
الٰہی بکگئی کیا خوشۂ قسمت دہن بنکر

شراب عشق کی ہمنے عجب تاثیر دیکھی ہے
مگر جا کر یہ کہیں دیتی ہے کیفیت کہیں بنکر

کدورت سے بری ہے جو محبت پاک ہوتی ہے
یہی وہ عطر ہے جو روح ٹھہرائی زمین بنکر

نہیں ہوتا اثر خجلت سے لب تک آ نہیں سکتی
رہی ہے آہ سینہ میں نگاہ شرمگین بنکر

خراش سینہ سے پیوست چشت گل کھلا دیتا
بگاڑا جیب جب آستین نے آستین بنکر

کوئی معشوق سے اپنی سرقتی بھی کرتا ہے
کہ تیرا نام چھپتا ہے مرے دل میں نگین بنکر

کھلا ہے لب کے آگے غنچۂ گل کا یہ نقشہ ہے
کہ جس صورت کوئی تشکیل اترائی حسین بنکر

عتاب آلودہ چہرے کی ادا پر لوٹ ہوں قاتل
مرے دل پر چھری پھیری تری چین جبین بنکر

شعر ۲۵	سنتے ہی رہا اک شور برپا اونکی محفل میں گئے ہی تھی تم آنکو کیا داغ دیوانی مفتون بنکر	کٹ ۳۸

مٹ گئے عشق میں گھر سیکڑوں ویران ہوکر
کیوں نہ مر جائے اس چھیڑ پہ قربان ہوکر

پھر گئی آنکھ تری گردش دوران ہوکر
دل میں چبھتی ہے کھٹکتی تری مژگان ہوکر

جب کہیں جاتے ہو آتے ہو پشیمان ہوکر
اوس کو حسرت نہ رہی دشمن ایمان ہوکر

سمجھو اوس داغ کے قائل ہیں جو چھپکے تا حشر
درد سر ہونے لگا سنکے زیادہ تعریف

سانس بیتاب ہے قدم تیز پریشان نظر
تجھ پہ گر عیسیٰ بھی مرہم ہو تو کیا کام مجھے

خیر سے تیر ہی تو قاتل ہی سہی سن لینا
مصلحت سے کیا جور تو کیا ہوتا ہے

نالے رہجاتے ہیں کل ارک کے مرے سینے میں
پیرہن دست جنون کا یہ سلیقہ دیکھو

کس خرابی میں ہیں آزار محبت والے
غیر کی خاک تری کو میں بیشک ہوگی

دیکھنے والے ہی سو عیب لگا دیتے ہیں
اپنے ہاتھوں سے وہ خط چاک کرے ہی قاصد

کیوں نہ ہو زیر فلک طالع دشمن کو فروغ
اتنے سے خوش ہوں کہ جب ہاتھ رکھا سینے پر

اس نزاکت سے یہ ڈر ہے کہ گلے پر میرے
تیری حسرت مجھے لائی ہے تری محفل میں

ہائے ویرانی دل بے سر و سامانی دل
نور کسکا ہے مرے دل میں کہ ہر آہ کے ساتھ

پاس بیٹھے کی محبت بھی تو ہو جاتی ہے

عمر کو جانا نہیں آتا ابھی مہمان ہوکر
کوئی دن کیجے لو ادا داغ مسلمان ہوکر

دل کے پردے میں چراغ تہ داماں ہوکر
اوٹھ گئے آج وہ محفل سے پریشان ہوکر

آئے ہو کیا طرف گور غریبان ہوکر
غیر کے ہاتھ پڑے پھر اگر یبان ہوکر

جان پہ کھیل گیا کوئی پریشان ہوکر
آدمی تو یہ کرے دل سے پشیمان ہوکر

تیر بیٹھا ہے ترا حلق کا درمیان ہوکر
دھجیاں اوڑتی ہیں دامن کی گریبان ہوکر

یہ کہا تا ہو مرض قابل درمان ہوکر
اشک نکلے ہیں مری آنکھ سے پیکان ہوکر

کوئی جو چاہے کرے آنکھ سے پنہان ہوکر
یہ ہنگامہ مرے سینہ پہ گریبان ہوکر

سخت چمکا ہے مرا داغ تہ داماں ہوکر
انگلیاں چبھ گئیں دل میں ترے مژگان ہوکر

تیری تلوار نہ رہ جائے گریبان ہوکر
میں نہ نکلونگا کبھی غیر کا ارمان ہوکر

تیرے ارمان بھی چھپ جاتے ہیں مہمان ہوکر
رہ گئی برق تجلی سے نمایاں ہوکر

کیوں کہیں جائے ہماری شب ہجران ہوکر

تجھ کو معلوم بھی ہے رات کو در پر تیرے
نالے کرتا ہے کوئی روز غزلخواں ہو کر

۳۹

داغ تو کعبے سے جاتا ہے جو بتخانے کو
شرم آتی نہیں کمبخت مسلماں ہو کر

شعر ۱۲

دل چلے کسطرح ترے پیکاں کو چھوڑ کر
جاتا ہے گھر سے کوئی بھی مہماں کو چھوڑ کر

دست جنوں کا اور کریں چارہ گر علاج
سر پیٹتا ہوں جیب و گریباں کو چھوڑ کر

اک پل کی زندگی بھی غنیمت ہے دار پر
ملتی ہیں ٹپک خاک میں مژگاں کو چھوڑ کر

اہل عدم سے کہدو مروت سے دور ہے
تنہا نجاؤ داغ کو شب ہجراں کو چھوڑ کر

آیا ہوں تیرے دام میں صیاد باغ سے
اپنی مراد پر گل و ریحاں کو چھوڑ کر

قاتل خدا کیواسطے اک زخم اور بھی
تلوار پھر سنبھال نمکداں کو چھوڑ کر

پوچھا جو اونسے آؤگے کب ہنسکے چپ رہے
پھرے ہے اپنی زلف پریشاں کو چھوڑ کر

دیکھی نہ ہوگی سیر کبھی اس بہار کی
دیکھو رقیب پر سگ دربانکو چھوڑ کر

ظالم تری نگہ نے کیا کام ہے تمام
نشتر چبھوئے ہیں تو رگ جانکو چھوڑ کر

محشر سے جا ملیں خلد میں ایسے پکا ہوا
حیرت زدہ ہم اوس بت حیراں کو چھوڑ کر

دنیا میں اور کوئی نہ ہوتا گناہگار
بچتا رہا ہوں دامن عصیاں کو چھوڑ کر

۴۰

ہر چند اسیر ہیں گھبرا رہا ہے دل داغ
کسطرح جائے کلب علیخاں کو چھوڑ کر

شعر ۱۵

جو دل ہے تری زلف گرہگیر سے باہر
وہ پیچ نہیں ہے مری تقدیر سے باہر

حسرت دل نالاں سے نکلتی ہے نہ نکلے
نکہت نہ ہوئی غنچۂ تصویر سے باہر

ہم گھر سے نہ نکلو کوئی آیا ہے مسافر
کم بات تو کر لو کسی رہگیر سے باہر

حیراں ہیں خود اپنی اداؤں سے جوانی
آئینے سے وہ گھر میں ہیں تصویر سے باہر

دربان کے جھگڑے نے بڑا کام نکالا
گھبرا کے وہ نکلے اسی تدبیر سے باہر

در پردہ جو مضمون اوسے بینے لکھا ہو — ہو کاتب اعمال کی تحریر سے باہر
آئے ہو تو اب داغ ستم دیکھتے جاؤ — آتا ہے جگر نالۂ شبگیر سے باہر
حسرت ہے تری تجھ سے وفادار زیادہ — نکلی نہ دل عاشق دلگیر سے باہر
کہتے ہیں مری قبر پہ وہ پھر بھی تو دیکھیں — یہ مردہ نکالو کسی تدبیر سے باہر
اے صید فگن دل میں کھٹکتا ہے پیکان — سوفار رہے سینۂ نخچیر سے باہر
اوس تیغ نگہ سے وہ ادا ہوتی ہی ظاہر — شمشیر نکل آتی ہے شمشیر سے باہر
دل ناوک مژگان تو جگر تیر نگہ سے — اس تیر سے باہر ہوں نہ اوس تیر سے باہر
نقش قدم غیر کو اوسکو جو میں دیکھا — یہ پانوں ہوں حلقۂ زنجیر سے باہر
اک چشمۂ حیوان ہے تو اک چشمۂ کوثر — دو قطرے ہیں آب دم شمشیر سے باہر

۱۷

دلی سے تو کلکتہ میں پہونچے مگر اے داغ
کیونکر ہوں حصار فلک پیر سے باہر

شعر ۱۲

غیر بھی میری طرح کرتے ہیں آہیں کیونکر — ہیں ابھی بچے تو نکلتی ہیں نگاہیں کیونکر
قہر ہے عہد جوانی کی امنگ اور ترنگ — دل بھی مانے وہ رقیبونکو نہ چاہیں کیونکر
نہ دلاسا نہ تسلی نہ تشفی نہ وفا — دوستی اوس بت بدخو سے نباہیں کیونکر
زیر دیوار کبھی جھانک کے تم دیکھ تو لو — ناتوان کرتے ہیں دل تھام کے آہیں کیونکر
حیا کا نام جب آتا ہے بگڑ جاتے ہو — وہ طریقہ تو بتا دو تمہیں چاہیں کیونکر
جب وہ آنکھوں میں سمائی مرے دل میں آئی — سنتے ہوں ناصح نافہم سے راہیں کیونکر
شرم سے آنکھ ملاتے نہیں دیکھا اونکو — پارہ ہوتی ہیں کلیجے کے نگاہیں کیونکر
درد مندوں سے کہیں ضبط فغان ہوتا ہے — چھلکے چھلکے ترے بیمار کراہیں کیونکر
یہ چلن کس نے سکھائے یہ طریقے کسنے — آگئیں جور و جفا کی تمہیں راہیں کیونکر
لاشۂ دل کو جو دیکھا تو کہا مجنون نے — سر پہ کا شوخی ہوں یہ سرخ کلاہیں کیونکر

غیر کی چاہ کا دم بھرتے ہو تم کیا جانو
نازے کس طرح کیا کرتے ہیں آہیں کیونکر

۴۲
داغ وہ چاہتے ہیں غیر کو چاہے یہ بھی
جو برا چاہے ہمارا اوسے چاہیں کیونکر
شعر ۱۱

ردیف میم

محشر میں بھی کسی کے اوٹھائینگے ناز ہم
ایسے نیاز مند ہیں اے بے نیاز ہم

چاہیں پئے نشاط سلیمان سے تخت و بخت
مانگیں مسیح و خضر سے عمر دراز ہم

کیا کیا بہانے موت سے کرتے ہیں زندگان
تجھسے زیادہ ہجر میں ہیں حیلہ ساز ہم

دل سے موافقت ہو تو دلبر سے اتفاق
بے لاگ ہیں کسی سے نہیں رکھتے ساز ہم

ہوگی فقط شریک دعا ایک بیکسی
میت پہ اپنی آپ پڑھینگے نماز ہم

انسان کی مجال یہ طاقت بشر کی ہو
تم چاہتے ہو جیسے اوٹھاتے ہیں ناز ہم

دل کا بڑی بھلی کو سمجھ لے پیامبر
کیا دخل ہے کہ اسکے نہیں ہیں مجاز ہم

واعظ یہی نہ کہدے کہ پیتے ہی کیوں نہ ہو
دنیا میں آئیں اور رہیں پاکباز ہم

اسمیں بھی کوئی بھید ہے تم جانتے نہیں
کہتے ہیں ایک ایک سے کیوں اپنے راز ہم

تب سنتے ہیں کہ آپ پہ دو چار مر گئے
دلواتے ہیں رقیبوں کی اپنے نیاز ہم

۴۳
وہ دن گئے کہ داغ تھی ہر دم بتوں کی یاد
پڑھتے ہیں پانچ وقت کی اب تو نماز ہم
شعر ۹

ردیف نون

شب وصل بھی لب پہ آئے گئے ہیں
نہ نالے بہت منہ لگائے گئے ہیں

خدا جانے ہم کس کے پہلو میں ہونگے
عدم کو سب اپنے پرائے گئے ہیں

وہی راہ ملتی ہے چل پھر کے ہم کو
جہاں خاک میں دل ملائے گئے ہیں

مرے دل کی کیوں کر نہ ہو پائمالی
بہت اس میں ارمان آئے گئے ہیں

گلے شکوے جھوٹے بھی تھے کس مزے کے
ہم الزام دانستہ کھائے گئے ہیں

نگہ کو، جگر زلف کو دل دیا ہے
یہ دو دو ٹھکانے لگائے گئے ہیں

رہے چپ نہ ہم بھی دم عرض مطلب
وہ اک اک کے سو سو سنائے گئے ہیں

فرشتے بھی دیکھیں تو کھل جائیں آنکھیں
بشر کو وہ جلوے دکھائے گئے ہیں

۴۴

چلو حضرت داغ کی سیر دیکھیں
وہاں آج وہ بھی بلائے گئے ہیں

شعر ۱۸

بت کو بت اور خدا کو جو خدا کہتے ہیں
ہم تصور میں بھی جو بات ذرا کہتے ہیں
کچھ تمہارے لب اعجاز نما کہتے ہیں
سب مجھے شیفتہ ناز و ادا کہتے ہیں
جو بھلے ہیں وہ بروں کو بھی بھلا کہتے ہیں
ترے احباب کو تاب وصال معشوق
نالہ بیساختہ قاصد کی زبان سے نکلا
اوسکے ہاتھوں سے یہی لت خواری ہوگی
سخن شاہ و گدا اس سے خالی نہ تھا
ہیں گنہگار اگر عشق مجازی ہے گناہ
دعوی مہر وفا اون کی زبان پر آیا
کوئی خوبی نظر آتی ہے نہ تجھ میں ظالم
وقت ملنے کا جو پوچھا تو کہا کہدینگے

ہم بھی دیکھیں تو اسے دیکھ کے کیا کہتے ہیں
سب میں اور طرح آتی ہے ظالم اسے کیا کہتے ہیں
پر سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا کہتے ہیں
کہہ تو کہتے ہی نہیں کچھ اسے کیا کہتے ہیں
دیکھا سنتے ہیں اچھے نہ برا کہتے ہیں
اب کسی شے میں نہیں جسکو مزا کہتے ہیں
کوئی رکھتا ہے جسے تیر قضا کہتے ہیں
غیر اپنی تو خبر لیں مجھے کیا کہتے ہیں
وہ دعا کرتے ہیں جسکو یہ دعا کہتے ہیں
ہیں خطادار اگر اسکو خطا کہتے ہیں
اور سنئے کہ وہ میرا ہی کہا کہتے ہیں
اے فلک میری و صد عیب بجا کہتے ہیں
غیر کا حال جو پوچھا تو کہا کہتے ہیں

چوٹ کھانے سے جو دل ٹوٹ گیا ہے اپنا
لوگ اسکو بھی ترا عہد وفا کہتے ہیں

نہیں ملتا کسی مضمون میں ہمارا مضمون
طرز اپنا ہے جدا سب سے جدا کہتے ہیں

کیا سنائے ہو کہ ہم قتل کرینگے تجھکو
اسکو ہم مژدۂ اندوہ ربا کہتے ہیں

شکوۂ ہجر پہ اوس شوخ نے مجھکو لکھا
جو رہے دل میں کہیں اسکو جدا کہتے ہیں

۴۵

پہلے تو داغ کی تعریف ہوا کرتی تھی
اب خدا جانے وہ کیوں اوسکو برا کہتے ہیں

شعر ۱۲

اسکی شرارتیں بھی قیامت سے کم نہیں
دل تجھ سے پھر کے ہے کسی صورت سے کم نہیں

اندوہ و درد و یاس و غم و رنج اپنے پاس
جو کچھ ہے وہ تمھاری عنایت سے کم نہیں

دنیا میں ان بتوں نے جلایا ہے اسقدر
دوزخ بھی میرے واسطے جنت سے کم نہیں

مژگان نے تیرے چاک کئے عاشقوں کے دل
دست مژہ بھی پنجۂ وحشت سے کم نہیں

وہ لذت وصال سے لیتے ہیں جان و دل
بے مہربانیاں بھی عداوت سے کم نہیں

کیا ماجرا کہوں دل امیدوار کا
اک آرزو ہزار مصیبت سے کم نہیں

یہ ناز یہ نگاہ یہ چھل بل یہ شوخیاں
کم اوس سے بھی سوا ہو قیامت سے کم نہیں

اوسکا ثواب لوٹنے والے ہیں تو ہیں
نظارہ میکدے کا عبادت سے کم نہیں

ہر شام ہی سے وصل میں تمکو تلاش صبح
یہ انتظار بھی مری حسرت سے کم نہیں

وہ اپنے ملنے خوش ہوں یہ بات ہی بجا اور
شکر جفا و گریہ شکایت سے کم نہیں

خون جگر بھی نہ کریگا تمام عمر
جو رزق مل گیا مری قسمت سے کم نہیں

۴۶

تو نے دیا فروغ تو ہے داغ آفتاب
ذرہ بھی ورنہ اوسکی حقیقت سے کم نہیں

شعر ۱۳

مجال کس کی ہے اے ستمگر سنائے جو تجھکو چار باتیں
بھلا کیا اعتبار تو نے ہزار منہ ہیں ہزار باتیں

رقیب کا ذکر وصل کی شب پھر اوسپہ تاکید ہے کہ سنئے
ہمیں تو اک داستان ٹھہری ہمیں یہ ہیں ناگوار باتیں

اوٹھیں نہ کیون عذر در دسر ہو جب اس طرح کا سماں ہو
غضب کیا عمر بھر کی اوسنے تمام کیں ایکبار باتیں

جو کیفیت دیکھنی ہی زاہد تو چلکے تو دیکھ میکدے میں
بہک بہک کر مزے مزے کی سنائینگے بادہ خوار باتیں

نگاہیں دشنام دے رہی ہیں ادائیں پیغام دے رہی ہیں
کبھی نہ بھولینگے حشر تک ہم رہینگی یہ یادگار باتیں

سہل ہی جاے گا دل ہمارا کہ ہجر کی شب کو رحم کھاکر
تمھاری تصویر بول اوٹھیگی کرے گی بے اختیار باتیں

ہمارے سر کی قسم نہ کھاؤ قسم ہے ہم کو یقین نہ ہوگا
تمھارے ناپائدار وعدے تمھاری بے اعتبار باتیں

مرے جنازے پہ کیون وہ آئے کہ اونکے طعنے مجھے سنائے
کہاں گئے جو زبان پہ آیا سنا گئے سوگوار باتیں

فسانۂ درد و غم سنایا تو بولے وہ جھوٹ بولتا ہے
سنی ہوئی ہر بہت کہانی نہ ہمسے ایسی بگھار باتیں

مزا تو اوسوقت جھوٹ سچ کا کھلے کہ ہی کون راستی پہ
خدا کے آگے مرے تمھارے اگر ہوں روز شمار باتیں

ابھی سے ہی کچھ اوداس قاصد ابھی سے ہے بدحواس قاصد
سنبھل سنبھل کر سمجھ سمجھ کر کرے گا کیا بیقرار باتیں

تمھاری کرتی ہیں سیہ پہلو تمھاری تقریریں ہی جادو

مخمس ۴۸	کوئی نام ونشان پوچھے تو اے قاصد بتا دینا تخلص داغ ہے اور عاشقوں کے دل میں رہتے ہیں	شعر ۱۱

یہ کیا کہا کہ داغ کو پہچانتے نہیں
وہ ایک ہی تو شخص ہے تم جانتے نہیں

بدعہد یوں کو آپ کی کیا جانتے نہیں
کل مان جائیں گے اسے ہم مانتے نہیں

وعدہ ابھی کیا تھا ابھی کھائی تھی قسم
کہتے ہو پھر کہ ہم تجھے پہچانتے نہیں

چھوٹے گی حشر تک نہ یہ مہندی لگی ہوئی
تم ہاتھ میرے خون میں کیوں سانتے نہیں

مہر و وفا کا کب انھیں آتا ہے اعتبار
جب تک اسے وہ خوب طرح چھانتے نہیں

سر بازو جان نثار محبت وہ ہیں دلیر
رستم بھی ہو تو کچھ اوسے گردانتے نہیں

اونکا بھی مدعا تھا مرا مدعا نہ تھا
پر کیا کروں کہ وہ تو مری مانتے نہیں

تن جائینگے جو سامنے آئے گا آئینہ
دیکھیں تو کس طرح وہ بھوں تانتے نہیں

نکلا ہے جو زبان سے اوس کو نباہیے
ایسی وہ اپنے دل میں کبھی ٹھانتے نہیں

جب دیکھتے ہو مجھ کو چڑھاتے ہو آستین
دامن عدو کے قتل پہ گردانتے نہیں

مخمس ۴۹	کیا داغ نے کہا تھا جو ایسے بگڑ گئے عاشق کی بات کا تو برا مانتے نہیں	شعر ۱۱

پردے پردے میں عتاب اچھے نہیں
ایسے انداز حجاب اچھے نہیں

میکدے میں ہو گئے چپ چاپ کیوں
آج کچھ مست شراب اچھے نہیں

جب سوال وصل پر کرتا ہوں ضد
ڈر کے دیتے ہیں جواب اچھے نہیں

والہ و شیدا کہو تم غیر کو
اوس کی بابت یہ خطاب اچھے نہیں

اے فلک کیا ہے زمانے کی بساط
دمبدم کے انقلاب اچھے نہیں

صورت اچھی ہے تو سیرت ہو بری
ایسے معشوق آفتاب اچھے نہیں

تو بھی اوس کی زلف پیچان ہو گیا
اے دل الجھے پیچ و تاب اچھے نہیں

اور بیٹھے مجھ کو سمجھاتے ہیں وہ
ڈھنگ یہ خانہ خراب اچھے نہیں

کوئی بزم وعظ سے کہتا گیا
ایسے جلسے بے شراب اچھے نہیں

توبہ کر لیں ہم مے و معشوق سے
بے مزا ہیں یہ ثواب اچھے نہیں

نمبر ۵۰

اک نجومی داغ سے کہتا تھا آج
آپ کے دن اے خباب اچھے نہیں

شعر ۱۱

کیا کہوں تجھکو جو بے مہر و فسونگر نہ کہوں
جس کو دنیا کہے اس بات کو کیونکر نہ کہوں

سنگدل کہنے سے تو آپ برا مان گئے
یہ جو کچھ سینے پہ ہے اسکو بھی پتھر نہ کہوں

فائدہ کیا جو کہوں تم سے مصیبت اپنی
سامنے داورِ محشر کے یہ دفتر نہ کہوں

مہربانی سے کسی شخص نے پوچھا ہے مزاج
سخت مشکل ہے کہ حال دل مضطر نہ کہوں

چھیڑ کر حال عدو چھیڑ سے چپ ہو جاؤں
وہ کہیں پھر کہو میں اسکو مکرر نہ کہوں

بات کہنے کا مزا کیا جو غلط تم سمجھو
گر یقیں ہو تو کہوں گر نہ ہو باور نہ کہوں

میری شامت ہے کہوں کیا بگڑا ہے مزاج
اسکو بگڑا ہوا میں اپنا مقدر نہ کہوں

دل کی تاکید ہے ہر حال میں ہو پاس وفا
کیا ستم ہے کہ ستمگر کو ستمگر نہ کہوں

غیر کا حال چھپائے سے کوئی چھپتا ہے
گو کسی وجہ سے میں آپ کے منھ پر نہ کہوں

غیر کے واسطے دیدار بھی ہے داد بھی ہے
کسطرح گھر کو ترے عرصۂ محشر نہ کہوں

نمبر ۵۱

ابھی کچھ منھ سے نکالا تو کہیں جانوگے
داغ پھر مجھکو نہ کہنا جو برابر نہ کہوں

شعر ۹

پھنسی ہوئی ہے یہ گردن جو تیرے پھندوں میں
چھڑا دے کوئی ہو آشنا خدا کے بندوں میں

جو تیری خانہ خرابی سے اب کہاں فرصت
پھنسا ہوا ہے یہ دن رات گھر کے دھندوں میں

اوسی سے ہوتے ہیں انداز بے نیازی کے
جو ہے قدیم تمھارے نیاز مندوں میں

اوڑا جو لیکے خط شوق ہو گیا عنقا
وہ تیز پر یہ ہی کبوتر مرا پرندوں میں

نکل کے جائے کہاں دل تمہاری رنجش سے
پھنسا ہے ایک یہ نخچیر دو کمندوں میں

خدا کا ذکر تو اوس بت کے سامنے کر لے
مگر وہ ایک ہی کافر ہے خود پسندوں میں

نکال لیتے ہیں رو رو کے ہم بھی دل کا بخار
جو بیٹھ جاتے ہیں دو چار درد مندوں میں

چڑھا دے نیزے پہ سر میرا کاٹ کر قاتل
کہ یہ شہید بھی نامی ہو سر بلندوں میں

ہوئی ہے داغ محبت میں تھوڑی بدنامی
یہ منھ دکھانے کے قابل ہو بھائی بندوں میں

۵۲ — شعر ۱۶

راہ پر اونکو لگا لائے تو ہیں باتوں میں
اور کھل جائیں گے دو چار ملاقاتوں میں

یہ بھی تم جانتے ہو چند ملاقاتوں میں
آزمایا ہے تمھیں ہم نے کئی باتوں میں

غیر کے سر کی بلائیں جو نہیں لیں ظالم
کیا مرے قتل کو بھی جان نہیں ہاتوں میں

ابر رحمت ہی برستا نظر آیا زاہد
خاک اوڑتی کبھی دیکھی نہ خراباتوں میں

یارب اوس چاند کے ٹکڑے کو کہاں سے لاؤں
روشنی جسکی ہو ان تاروں بھری راتوں میں

تمھیں انصاف سے اے حضرت ناصح کہہ دو
لطف ان باتوں میں آتا ہے کہ ان باتوں میں

دوڑ کر دست دعا ساتھ دعا کے جاتی
ہائے پیدا نہوئے پاؤں مری ہاتوں میں

کیا قیامت ہے اوس ارمان بھری کی حسرت
ایک شب جس کو بسر ہو نہ سو راتوں میں

جلوہ یار سے جب بزم میں غش آیا ہے
تو رقیبوں نے سنبھالا ہے مجھے ہاتوں میں

ایسی تقریر سنی تھی نہ کبھی شوخ و شریر
تیری آنکھوں کے بھی فتنے ہیں تری باتوں میں

عہد جمشید میں تھا لطف مئے و ابر ہوا
کب یہ معشوق تھے اوس وقت کی برساتوں میں

ہم سے انکار ہوا غیر سے اقرار ہوا
فیصلہ خوب کیا آپ نے دو باتوں میں

ہفت افلاک ہیں لیکن نہیں کھلتا یہ جواب
کونسا دشمن عشاق ہے ان ساتوں میں

اور سنئے ابھی رندوں سے جناب واعظ
چلے آئیے تو دو چار ہی صلواتوں میں

جسنے دیکھا اونھیں لوگونکو ترا دم بھرتے
جنکی شہرت تھی یہ ہرگز نہیں ان باتوں میں

کلیجون پر ہزارون تیر اس چتون کے بیٹھے ہین
الٰہی کیون نہین اوٹھتی قیامت ماجرا کیا ہے
ہمارے سامنے پہلو مین وہ دشمن کے بیٹھے ہین
یہ گستاخی یہ چھیڑ اچھی نہین ہے اے دل نادان
ابھی پھر روٹھ جائین گے ابھی وہ من کے بیٹھے ہین
اثر ہے جذب الفت مین تو کھنچکر آہی جائین گے
ہمین پروا نہین ہمسے اگر وہ تنکے بیٹھے ہین
سبک ہو جائین گے گر جائینگے وہ بزم دشمن مین
کہ جب تک گھر مین بیٹھے ہین تو لاکھون منکے بیٹھے ہین
فسون کا ہر یاد تھا ہے معما کھل نہین سکتا
وہ کچھ پڑھتے ہوے آگے مرے مدفن کے بیٹھے ہین
بہت رویا ہون مین جب سے یہ مین نے خواب دیکھا ہے
کہ آپ آنسو بہاتے سامنے دشمن کے بیٹھے ہین
کھٹکتے ہون نہ پہلو سے وہ دل لینے کو دم بھر بھی
جو حسرتمند تیرے سایہ دامن کے بیٹھے ہین
تلاش منزل مقصد کی گردش اوٹھ نہین سکتی
کمر کھولے ہوے رستے مین ہم رہزن کے بیٹھے ہین
یہ جوش گریہ تو دیکھو کہ جب فرقت مین رویا ہون
در و دیوار اک پل مین مرے مسکن کے بیٹھے ہین
نگاہ شوخ و چشم شوق مین در پردہ چھنتی ہے
کہ وہ چلمن مین ہین نزدیک ہم چلمن کے بیٹھے ہین

یہ اوٹھنا بیٹھنا محفل مین اونکا رنگ لائے گا
قیامت بن کے اوٹھین گے بھبوکا بنکے بیٹھے ہین
کسی کی شامت آئے گی کسی کی جان جائے گی
کسی کی تاک مین وہ بام پر بن ٹھن کے بیٹھے ہین
قسم دے کر انھین سے پوچھ لو تم رنگ ڈھنگ اونکے
تمھاری بزم مین کچھ دوست بھی دشمن کے بیٹھے ہین

۵۵ | کوئی چھینٹا پڑے تو داغ کلکتے چلے جائین
عظیم آباد مین ہم منتظر ساون کے بیٹھے ہین | شعر ۱۳

محبت مین آرام سب چاہتے ہین — مگر حضرت داغ کب چاہتے ہین
خطا کیا ہے انکی جو اوس بت کو چاہا — خدا چاہتا ہے تو جب چاہتے ہین
وہی اونکا مطلوب و محبوب ٹھہرا — بجا ہے جو اوسکی طلب چاہتے ہین
مگر عالم یاس مین تنگ آکر — یہ سامان آفت عجب چاہتے ہین
اجل کی دعا ہر گھڑی مانگتے ہین — غم و درد و رنج و تعب چاہتے ہین
نہ تفریح آسایش انکی خواہش — نہ سامان عیش و طرب چاہتے ہین
قیامت بپا ہو نزول بلا ہو — یہی آجکل روز و شب چاہتے ہین
نہ معشوق و خمار سے انکو مطلب — نہ یہ جام بنت العنب چاہتے ہین
نہ جنت کی حسرت نہ حورونکی پروا — نہ کوئی خوشی کا سبب چاہتے ہین
نرالی تمنا ہے اہل کرم سے — ستم چاہتے ہین غضب چاہتے ہین
سنو کوئی آگاہ راز نہان سے — خموشی کو یہ بہر لب چاہتے ہین
خدا انکی چاہت سے محفوظ رکھے — یہ اللہ انکی [illegible] چاہتے ہین

غم محبت سے داغ مجبور ہو کر

اغیار نہ روکیں مجھے احباب نہ تھامیں
ہلجائے مگر دست سبو لغزش پا مین

راہ نامہ بر اوس بت کی وہی راہ گذر ہو
سجدہ کا نشان جسکے ہو نقش کف پا مین

آنکھیں تری بیمار ہوں شرم و حیا سے
زلفین ہین گرفتار مرے دلکی بلا مین

اللہ اوٹھیں تو نظر بد سے بچانا
بن ٹھن کے وہ بیٹھے ہین مرے اہل عزا مین

کھینچا ہے کسی ہاتھ نے کیا دامن دلکو
جب بھولکے رکھا ہے قدم راہ خدا مین

کیون دور ہوا ہے چارہ گر آزار ہمارا
کچھ روح مسیحا تو نہین تیری دوا مین

تھا عقدہ کشا کون کہ موجود ہین دیکھو
ٹوٹے ہوے ناخن گرہ بند قبا مین

آنکھیں تری تلوون سے ملیں کسنے پی وصل
دو پھول ہے نرگس کے یہی ہین کف پا مین

دیتے ہو مجھے گریۂ بے صرفہ کے طعنے
تم ڈوب بچا تا عرق شرم و حیا مین

فریادی فرقت ہین بہت چاہنے والے
کیسے ہو جو آجاے اثر سبکی دعا مین

سنتے ہین وہ عشاق کی آہین پس دیوار
پھر یہ بھی شکایت ہے کہ گرمی ہے ہوا مین

تو دوست ہے کس طرح نہ لین تیری بلائین
ہمکو دیا کرتے ہین دشمن کی بلا مین

کب یہ دل وابستہ ہوا یار بتر اکت
ہان ایک گرہ اور بڑھی زلف دوتا مین

اس دام مین چھٹنا کوئی آسان ہے ظالم
تو دلمین ہے دل زلف مین ہے زلف بلا مین

ہے بعد فنا بھی وہ تباہی کہ مری خاک
تھوڑی سی زمین پر ہے بہت سی ہے ہوا مین

کیا ہاتھ اوٹھاتے ہی نہ اوٹھیگی قیامت
بس جان لو تم فیصلہ ہے اپنی دعا مین

کہتے نہین کچھ اور سنا کرتے ہو سب کی
ہمکو تو مزا آنے لگا شرم و حیا مین

افسوس گلا کاٹ کے مر بھی نہ سکے ہم
مصروف رہے ہاتھ شب ہجر دعا مین

مط ٦

نکلے اوس بت مہوش کے بہت چاہنے والے
انگشت نما داغ ہوا ساری بلا مین

شعر ٩

دل گیا تمنے لیا ہم کیا کرین
جانے والی چیز کا غم کیا کرین

مین نے مرکر ہجر مین پائی شفا
ایسے اچھے کا وہ ماتم کیا کرین

ایک ساغر پر ہے اپنی زندگی
رفتہ رفتہ اس سے بھی کم کیا کرین

کر چکے سب اپنی اپنی حکمتین
دم نکلتا ہے وہ ہمدم کیا کرین

دل نے سیکھا شیوۂ بیگانگی
ایسے نامحرم کو محرم کیا کرین

معرکہ ہے آج حسن و عشق کا
دیکھیے وہ کیا کرین ہم کیا کرین

تُند خو ہے کب سُنے وہ دل کی بات
اور بھی برہم کو برہم کیا کرین

آئینہ ہے اور وہ ہین دیکھیے
فیصلہ دونون یہ باہم کیا کرین

۱۱۶ | کہتے ہین اہل سفارش مجھسے داغ
تیری قسمت ہی بُری ہم کیا کرین | شعر ۱۶

صاف کب امتحان لیتے ہین
وہ تو دم دیکے جان لیتے ہین

یون ہے منظور خانہ ویرانی
مول میرا مکان لیتے ہین

تم تغافل کرو رقیبون سے
جاننے والے جان لیتے ہین

پھر نہ آنا اگر کوئی بھیجے
نامہ بر سے زبان لیتے ہین

اب بھی گر پڑکے ضعف سے نالے
ساتوان آسمان لیتے ہین

تیرے خنجر سے بھی تو اے قاتل
نوک کی نوجوان لیتے ہین

اپنے بسمل کا سر ہے زانو پر
کس محبت سے جان لیتے ہین

یہ سنا ہے مرے لیے تلوار
اک مرے مہربان لیتے ہین

یہ نہ کہہ سکے تیرے منہ مین خاک
اسمین تیری زبان لیتے ہین

کون جاتا ہے اس گلی مین جسے
دور سے پاسبان لیتے ہین

گذرتے ہین ہو بُری کہ بھلی
دلمین جو کچھ وہ ٹھان لیتے ہین

وہ جھگڑتے ہین جب رقیبون سے
بیچ مین مجھ کو سان لیتے ہین

۶۳

مٹی کی مورت اس سے تو اے داغ خوب ہے
معشوق کیا جو شوخ نہو خوش گلو نہو

شعر ۱۶

ممکن نہیں کہ تیری محبت کی بو نہو
کیا لطف انتظار جو تو حیلہ جو نہو
محشر میں اور اوسنے مرے دید و نہو
قاتل اگر نہ شوخ ہو خنجر اگر نہ تیز
خلوت میں تجکو چین نہیں کسکا خوف ہے
سرخی ہے تیغ پر نہ حنا تیرے ہاتھ میں
وہ آدمی کہاں ہے وہ انسان ہے کہاں
دلکو مسل مسل کے ذرا ہاتھ سونگھئے
زاہد مزا تو جب ہے عذاب و ثواب کا
معشوق ہجر اس سے زیادہ کوئی نہیں
ایسے کہاں نصیب کے وہ بت ہو ہمکلام
دست دعا کو ملتی ہے تاثیر عرش سے
غش آنجائے دیکھ کے قاتل کو موج خون
ہے لاگ کا مزا دل بے مدعا کے ساتھ
یہ ٹوٹ کر کبھی نہ بنے گا کسی طرح

کافر اگر ہزار برس ہیں وطن تو ہو
کس کام کا وصال اگر آرزو نہو
کہنے کی بات ہے جو کوئی گفتگو نہو
رگ رگ میں بیقرار رہا لہو نہو
اندیشہ کچھ نہو جو نظر چار سو نہو
قاتل کہیں سفید عدو کا لہو نہو
جو دوست کا ہو دوست عدو کا عدو نہو
ممکن نہیں کہ خون تمنا کی بو نہو
دوزخ میں بادہ کش نہوں جنت میں تو نہو
کیا دل لگی رہی جو تری آرزو نہو
ہم طور پر بھی جائیں تو کچھ گفتگو نہو
جو ہاتھ سے سیہ ہوں تو وہ جستجو نہو
نازک مزاج کا کہیں ہلکا لہو نہو
تم کیا کرو کسی کو اگر آرزو نہو
نہ اپنا شکست تو یہ شکست سبو نہو

۶۴

اے داغ آکے پھر گئے وہ اسکو کیا کریں
پوری جو تا مراد تری آرزو نہو

شعر ۱۸

موت اوسد نکو جو تجھے ستم ایجاد نہو
زلف وہ دام کہ جس دام سے آزاد نہو

میں تو مر جاؤں اگر لذت بیداد نہو
آنکھ وہ چور کہ جس چور کی فریاد نہو

بات کا زخم ہے تلوار کے زخموں سے سوا
کیجیے قتل مگر منہ سے کچھ ارشاد نہ ہو

غیر کا خون بہانا مری تربت پہ ضرور
آبرو دار کی مٹی کہیں برباد نہ ہو

ہائے وہ دل وہ کلیجہ میں کہاں سے لاؤں
وصل میں شاد نہ ہو ہجر میں ناشاد نہ ہو

جور کے بعد بھی اب حرف تسلی کیسا
اوس سے فرمائیے جسکو وہ گھڑی یاد نہ ہو

دیکھے اے شام غریبی وہ مسافر ہوکر
جسکا گھر یار نہ ہو جس کو وطن یاد نہ ہو

ہے یہی حسن کی شہرت تو ہمارا ذمہ
کہ ترے کوچے میں اک شہر جو آباد نہ ہو

محو آرائش و زینت ہی رہے آٹھ پہر
تجھ کو اللہ کرے فرصت بیداد نہ ہو

بدگمانی بھی محبت میں بری ہوتی ہے
وہ یقین ہو تجھے جس بات کی بنیاد نہ ہو

حشر تک اسکی بہاریں نہ ٹلینگی زاہد
کوچۂ یار ہے یہ جنت شداد نہ ہو

میری شامت کہ بتایا قصۂ شیریں سے ملے
مجھ سے وہ کہتے ہیں صاحب کہیں فرہاد نہ ہو

آدمی وہ ہے جو چتون کا اشارہ سمجھے
مجھ کو معلوم ہوا منہ سے کچھ ارشاد نہ ہو

ہو مرے دل کی تباہی پہ تعجب کیا خوب
آپ برباد کریں جسکو وہ برباد نہ ہو

اے وہ دشنام ہی خلعت و عزت نہ سہی
جو عطا غیر کو ہو وہ مجھے امداد نہ ہو

اوٹھ سکیں اس نگہ ناز کی چوٹیں کس سے
رو برو دیکھ ترے جو آئینہ فولاد نہ ہو

تم سکاں ملے نہ تو غیر کے ہمسائے میں
آشیانہ وہ ہو اپنا کبھی آباد نہ ہو

لاکھ گھاتیں ہیں یہاں دیکھ کے پھنسا لینے کی
ہمیں صیاد ہوں اسکے جو وہ صیاد نہ ہو

کرتے ہیں وہ الٰہی کہ دعا دیتے ہیں
داغ کو دیکھ کے کہتے ہیں نہ ناشاد ہو

۶۵ — شعر ۱۴

تم کو چاہا تو خطا کیا ہے بتا دو مجھکو
دوسرا کوئی تو اپنا سا دکھا دو مجھکو

کون ہوتا ہے کڑی بات کا سننے والا
گالیاں تم کو سکھا دیں یہ دعا دو مجھکو

دل مرا ہاتھوں میں لیتے ہی الگ پھینک دیا
مال ایسا نہیں لاؤ اوٹھا دو مجھکو

باغ فردوس میں بھی بوے وطن یاد رہے
غیر کو دست حنائی نہ دکھاؤ دیکھو
تم کو تو حشر کے دن لاکھ میں پہچان لیا
وہ جو سوے بھی شب وعدہ یہ کہکر سوے
اب خدا چاہے تو میں تمکو بچا ہوں ہرگز
زہر بھی وہ نہیں دیتے مری قسمت دیکھو
دل میں سو شکوۂ غم پوچھنے والا ایسا
مجکو ملتا ہی نہیں مہر و محبت کا نشان
ہمدموں ویسے ہیں کہہ جاؤنگا حالت دلکی
بیمروت دل بیتاب سے ہو جاتا ہے

عطر مٹی کا دم مرگ سنگھا دو مجھ کو
گر لگانی ہے یونہیں آگ لگا دو مجھ کو
میں بھلا کون ہوں میرا تو بتا دو مجھ کو
جب وہ آئے تو اسی وقت جگا دو مجھ کو
پھر یہ تقصیر ہو مجھ سے تو سزا دو مجھ کو
جھوٹے منھ بھی جو کہوں پان لگا دو مجھ کو
کیا کہوں حشر کے دن یہ تو بتا دو مجھ کو
تمنے دیکھا ہو کسی میں تو بتا دو مجھ کو
دو گھڑی کے لیے دیوانہ بنا دو مجھ کو
شیوۂ خاص تم اپنا ہی سکھا دو مجھ کو

۶۶

تم بھی راضی ہو تمھاری بھی خوشی ہے کہ نہیں
جیتے جی داغ یہ کہتا ہے مٹا دو مجھ کو

شعر ۱۴

کیوں میری آہ سرد انھیں ناگوار ہو
یوں میرے ساتھ دفن دل بیقرار ہو
وعدے سے پیشتر یہ دعا مانگ لیجیے
ہم آدمی ہیں کام کی اے ناصح شفیق
دوں اپنے دلکو رنج یہ شرط وفا نہیں
تمکو تو شوخیوں سے نہیں چین رات دن
تیرے غضب سے رتبہ قیامت کو کونسا
آسودگان خاک سے قاتل کو لاگ ہے
اترا رہے ہیں حشر کو وہ تیرے لطف پر

بیہودہ ہو انہیں جو کلیجے کے پار ہو
چھوٹا سا اک مزار کے اندر مزار ہو
یارب میری قسم کا اسے اعتبار ہو
دیکھو ہمارے کام جہاں اختیار ہو
اس سے اگر پھریں تو ہمیں کیا اعتبار ہو
میں جانتا ہوں تیرے لیے بیقرار ہو
یہ لاکھ بار ہو وہ اگر ایکبار ہو
اٹھ سونے والے جاگ اٹھ ہوشیار ہو
ایسا غضب ہے اہ مرے پہ دردگار ہو

ایسے کو تو خدا کی قسم چھوڑنا ہے کفر
ناصح کی گفتگو سے ہوئیں بدگمانیاں
کرتا ہے اس سے شکوۂ فرقت یہ ہے لحاظ
جھپکی جو آنکھ ہجر کی شب آئی یہ ندا

تجھ سا حسین ہو اور نہ دل بیقرار ہو
ایسا نہ ہو رقیب کا درپردہ یار ہو
تصویر یار بھی نہ کہیں شرمسار ہو
اے ننگ عشق مر نہ گیا ہوشیار ہو

۹۷

یہ داغ پارسائی کی شہرت ہے اندنوں
لاکھوں میں ہو نہ ہو وہی پرہیزگار

شعر

کل تک تو آشنا تھے مگر آج غیر ہو
مرجائیں دونوں قہر و عقوبت سے تو خیر ہو
چاہیں اگر وہ کار دو دیدار میں سلوک
کیوں دعوی رقیب سراپا نہ ہو غلط
کیا وصال کی تسلی کہاں کا لطف
دیتے ہیں تو یہ خاک دل تلخ کام کی

دو دن میں یہ مزاج ہے آگے تو خیر ہو
تم ہو تمھارا گھر ہو نہ ہم ہوں نہ غیر ہو
بتخانہ میں ہو کعبہ تو کعبے میں دیر ہو
جب اوسکی بات کا کوئی سر ہو نہ پیر ہو
کچھ ہو نہ ہو بلا سے مرے دل کی خیر ہو
دینا یہ زہر اوسکو تھیں جس سے بیر ہو

۹۸

دل میں پھول وا انکا سیلہ پھر گو داغ
میں بخش سے آئے وہ تو قیامت کی سیر ہو

شعر ۱

آنکھ اپنی نظر سے نہ جدا ہونے دو
کم نگاہی میں اشارا ہے اشارے میں حیا
ہاتھ باندھے ہوئے ہشیار کے ساتھ آؤ گے
ہم بھی دیکھیں تو کہاں تک نہ توجہ ہوگی
آنکھ ملتے ہی کہوں حال حقیقت دل کی
تم دل آزار سہی رشک مسیحا کب سے
میری آنکھوں پہ مرے منھ پہ قلم رکھو ہاتھ

کوئی دم اور بھی آپس میں مزا ہونے دو
یا نہ ہونے دو مجھے چین سے یا ہونے دو
ہم دکھا دینگے وفا اور جفا ہونے دو
کوئی دن تذکرۂ اہل وفا ہونے دو
دیکھ کر جلوہ مرے ہوش بجا ہونے دو
کم نہ ہونے دو مرا درد سوا ہونے دو
حرف مطلب کسی صورت سے ادا ہونے دو

کیا نہ آئیگا اوسے خوف مرے قتل کے بعد
دست قاتل کو ذرا دست دعا ہونے دو

لطف سمجھو تو رقیبوں سے بڑھا دو مجھکو
سیر دیکھو تو کوئی فتنہ بپا ہونے دو

۶۹ — شعر ۹

جب سنا داغ کوئی دم مین فنا ہوتا ہے
اوس ستمگر نے اشارے سے کہا ہونے دو

ہے غضب بوسہ مجھے کہا کی قسم ایک نہ دو
پھر تغافل سے ہزاروں ہوں ستم ایک نہ دو

پائمالوں کی تری راہ مین گنتی کیا ہے
سیکڑوں آ گئے سر زیر قدم ایک نہ دو

ہیچ ہے سائل و رسچی کون ہے دینے والا
مجکو دینا ہیں تو دے داغ الم ایک نہ دو

ہاتھ کیوں کھینچ لیا ایک ہی ساغر دیکر
دو تو دو سو جو نہ دو اوس سے تو کم ایک نہ دو

وہ اشاروں ہی سے اقرار کرین دو دن کا
ایسے جھوٹے نہیں سمجھینگے جو ہم ایک نہ دو

ہم نے کعبے مین بھی لاکھوں کی یہ صورت دیکھی
کرتے ہین ہائے صنم ہائے صنم ایک نہ دو

میری تقدیر بکثرت مجھے دلوائے گی
دل تمھارا جو کہے گا اسے غم ایک نہ دو

مجکو دو دل ہوں عطا روز ازل کہتا تھا
رنج کھانے کو اوٹھانے کو ستم ایک نہ دو

مقطع — شعر

داغ دلی تھی کسی وقت مین یا جنت تھی
سیکڑوں گھر تھے وہاں رشک ارم ایک نہ دو

کہتے ہین جسکو حور وہ انسان تمھیں تو ہو
جاتی ہے جسپہ جان مری جان تمھیں تو ہو

مطلب کی کہہ رہے ہین وہ دانا ہمیں تو ہین
مطلب کی پوچھتے ہو وہ نادان تمھیں تو ہو

آتا ہے بعد ظلم تمھیں کو تو رحم بھی
اپنے کیے سے دل مین پشیمان تمھیں تو ہو

پچھتاؤگے بہت مرے دلکو اوجاڑ کر
اس گھر مین اور کون ہے مہمان تمھیں تو ہو

اک روز رنگ لائیگی یہ مہربانیاں
ہم جانتے تھے جان کے خواہان تمھیں تو ہو

دلدار و دلفریب و دل آزار دلستان
لاکھوں تھیں ہم کہیں گے کہ ہاں ہاں تمھیں تو ہو

کرتے ہو داغ دور سے بتخانے کو سلام

ہائے | اپنی طرح کے ایک مسلمان تمھیں تو ہو | شعر ۱۴

نکلی فلک سے کب کسی مائل کی آرزو
پھر او یہ آرزو بھی مرے دل کی آرزو

حسرت رہی او نکلی نہ بسمل کی آرزو
پوری کرے خدا مرے قاتل کی آرزو

حوروں سے کیا غرض تھی عبث بدگمان ہو
جنت میں لیگئی تری محفل کی آرزو

یوں آہ نارسا کو تمنا ہے عرش ہے
جیسے کسی غریب کو منزل کی آرزو

یہ نا امید زیست وہ مشتاق رقص ہے
بسمل کی یاس دیکھیے قاتل کی آرزو

آئینہ دیکھ کر تمھیں مشتاق کیا ہوئی
کہتے سوا ہے تیرے مقابل کی آرزو

ہے ہمیں کا تو شوق زمانے پہ آشکار
کیا جانے کوئی صاحب محمل کی آرزو

دنیا مرے لئے تنگ ہے محشر ہو جائے تنگ
عاشق کہاں نکال سکے دل کی آرزو

دل ہر طرف رہا نگران بحر عشق میں
اس ڈوبتے کو رہ گئی ساحل کی آرزو

اوچھی پڑی ہو تیغ کہ قاتل ہو نازنین
بسمل کے ساتھ جائیگی بسمل کی آرزو

پہچان تو فقیر کی صورت سوال ہے
تم جان لو یہی مرے سائل کی آرزو

یوسف نے دیکھ کر تری تصویر یہ کہا
کیوں ہو نہ ایسی شکل و شمائل کی آرزو

ہائے | ریختہ کمال عشق کا حاصل نہیں ہوا
اب داغ کو ہے مرشد کامل کی آرزو | شعر ۱۵

ردیف یای تحتانی

شب وصل ضد میں بسر ہو گئی
نہیں ہوتے ہوتے سحر ہو گئی

نگہ غیر پر بے اثر ہو گئی
تمھاری نظر کو نظر ہو گئی

کسک دل میں پھر چارہ گر ہو گئی
جو تسکین پہر دو پہر ہو گئی

لگاتے ہیں دل اور سے بالہمت
ادھر ہو گئی یا ادھر ہو گئی

جواب اونکی جانب سے دینے لگا — یہ جرأت تجھے نامہ بر ہو گئی
بُرے حال سے یا بھلے حال سے — تمھیں کیا ہماری بسر ہو گئی
میسر کہیں خواب راحت کہاں — ذرا آنکھ جھپکی سحر ہو گئی
جفا پر وفا تو کروں سوچ لو — تمھیں مجھ سے الفت اگر ہو گئی
نگاہ ستم میں کچھ ایسا وہ ہو — کہ یہ تو پرائی نظر ہو گئی
تسلی مجھے دے کے جاتے تو ہو — مداوا جو نوبت دگر ہو گئی
کہیں عشق میں بھی ہے کاہیدگی — نہونے کے قابل کمر ہو گئی
شب وصل ایسی کھلی چاندنی — وہ گھبرا کے بولے سحر ہو گئی
کبھی زندگی بھر کی شبا ذات — مری روح پیغامبر ہو گئی
کہو کیا کروگے مرے وصل کی — جو مشہور جھوٹی خبر ہو گئی

شعر ۱۱

غم ہجر سے داغ مجھکو نجات
نہیں تھا نہو گی مگر ہو گئی

اوس سے کیا خاک ہمنشیں بنتی — بات بگڑی ہوئی نہیں بنتی
وہ بے اعتبار الفت میں — دم پہ جو وقت آ نہیں بنتی
آدمی سب فرشتے بن جاتے — آسمان پر اگر زمیں بنتی
میری صورت بنی تو خاک بنی — قسمت اوس صورت آفریں بنتی
دعوے کرتے ہی کیا وہ آ جاتے — رات بھر زلف عنبریں بنتی
کاش سنتا کوئی شور فغان — دل کی جا چشم سرمگیں بنتی
تو نے ایسے بگاڑ ڈالے گھر — ایک کی ایک سے نہیں بنتی
نہ بگڑتی جو عشق کی تقدیر — کیوں تری چاندنی حسیں بنتی
پارہ شیشہ سے مرے اے کاش — دست وحشت کی آستیں بنتی

بزم دنیا بھی تھی قابل جنت | خوب بنتی اگر ہمین بنتی

۴۷ — طبع نازک کا لطف تھا جب داغ | نازنینون مین نازنین بنتی — شعر ۱۱

ملاتے ہو اوسی کو خاک مین جو دل سے ملتا ہی | مریجان چاہنے والا بڑی مشکل سے ملتا ہی

کہین ہی عید کی شادی کہین ماتم ہی مقتل مین | کوئی قاتل سے ملتا ہی کوئی بسمل سے ملتا ہی

پس پردہ بھی لیلی ہاتھ رکھ لیتی ہی آنکھون پر | غبار ناتوان قیس جب محمل سے ملتا ہی

بھرے ہین تجھمین وہ لاکھون ہنر اے مجمع خوبی | ملاقاتی ترا گویا بھری محفل سے ملتا ہی

تجھے آتا ہی کیا کیا رشک وقت ذبح اس سے بھی | گلا جس دم لپٹ کر خنجر قاتل سے ملتا ہی

بظاہر با ادب یون حضرت ناصح سے ملتا ہون | مرید خاص جیسے مرشد کامل سے ملتا ہی

مثال گنج قارون اہل حاجت سے نہین چھپتا | جو ہوتا ہی سخی خود ڈھونڈھ کر سائل سے ملتا ہی

جواب اس بات کا اوس شوخ کو کیا دیسکے کوئی | جو دل لیکر کہے کمبخت تو کس دل سے ملتا ہی

چھپائے سے کوئی چھپتی ہی اپنے دل کی بیتابی | کہ ہر تار نفس اپنا رگ بسمل سے ملتا ہے

عدم کی جو حقیقت ہی وہ پوچھو اہل ہستی سے | مسافر کو تو منزل کا پتا منزل سے ملتا ہی

۴۵ — غضب ہے داغ کے دل سے تمھارا دل نہین ملتا | تمھارا چاند سا چہرہ مہ کامل سے ملتا ہی — شعر ۹

اوسکے در تک کسے رسائی ہے | وہی جاسکیگا جسکی آئی ہے

بات اک میرے دل مین آئی ہے | اگر کہون تو ابھی لڑائی ہے

قتل کرتی ہے گفتگو اونکی | بات مین بات کی صفائی ہے

دوسری جان ہے تری الفت | ایک کھوئی ہی ایک پائی ہے

بھر دیا زخم مین نمک اوسنے | پھر دعا گو کی منہ بھرائی ہے

سچ ہی بے عیب ہی خدا کی ذات | تجھ مین کیا جانے کیا برائی ہے

اے لب یار تجھکو میری قسم — کبھی سچی قسم بھی کھائی ہے
اوسکے در تک بھیج گیا قاصد — آگے تقدیر کی رسائی ہے

۷۶ — داغ اب وصل کا وصال ہوا
یار زندہ غم جدائی ہے — شعر

وہ بت دلمیں مہمان ہوا چاہتا ہی — بنا دین و ایمان ہوا چاہتا ہے
لب یار خندان ہوا چاہتا ہے — کوئی عہد و پیمان ہوا چاہتا ہے
ترا پیرہن میری باتون سے ناصح — مرا ہی گریبان ہوا چاہتا ہے
تری دوستی مین یہ تھوڑی خوشی ہے — کہ دشمن پشیمان ہوا چاہتا ہے
شب وصل آخر ہوئی جلد جاؤ — یہاں اور ساماں ہوا چاہتا ہے
کہے دیتی ہے سرگرانی ہماری — اجل کا کچھ احسان ہوا چاہتا ہے
نگاہ تغافل نے تلوار کھینچی — یہاں خون ارمان ہوا چاہتا ہے
تھکا کر بٹھانے لگی مجکو گردش — بیابان بھی زندان ہوا چاہتا ہے
اسیواسطے ہاتھ اپنا ہے دلبر — کوئی اسکا خواہان ہوا چاہتا ہے

۷۷ — کیا دل داغ کو اوسنے جھوٹا ہی وعدہ
ترا کام آسان ہوا چاہتا ہے — شعر ۱۷

کچھ اور دل لگی نہیں اوس شوخ نصیب سے — [illegible]
کیا خوب رازدار ملا ہے نصیب سے — [illegible]
سہرد عائے مرگ اوٹھین کس طرح سے ہاتھ — چھٹتی نہیں ہے نبض ہماری طبیب سے
مین بدگمانیون کا بھی ممنون ہو گیا — وہ حال پوچھ لیتے ہیں میرا طبیب سے
تقوی میں مصلحت ہے تو ہو نازنین بنا — تعلیم تمنے پائی ہے اچھے ادیب سے
اپنا ہی عکس کیون ہوا تقدیر حجاب — دیکھا نہ آئینہ کبھی اوسنے قریب سے

اخفائے رازِ عشق کی عادت بھی ہے بُری
ایسی غمِ فراق میں صورت بدل گئی
دیوانگی میں بھی نگئیں اپنی شوخیاں
دشمن بنائے ہیں مری قسمت نے سیکڑوں
اے ناصحِ شفیق رہے کچھ تو چھیڑ چھاڑ
جو دیکھتا ہے اوسکو مجھے دیکھتا نہیں
مانند شوق مشتعل ہوا صورت نگاہ
کہتا ہے مرتے دم بھی مجھے اب شفا ہوئی
ہمکو جلا جلا کے جہنم میں جائے گا
کلکتے میں ہے شیخ نمائش کے کام کا

ہمنے ہمیشہ حال چھپایا طبیب سے
جھک جھک کے دیکھتے ہیں وہ مجھکو قریب سے
گلشن میں پھول مانگتے ہیں عندلیب سے
جاتا ہو مجھکو تعلق ترے نصیب سے
ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے
دنیا میں کون آنکھ ملائے غریب سے
اکثر نکل گئے ہیں وہ میرے قریب سے
پالا پڑا مریض کو جھوٹے طبیب سے
ناراض ہے خدا بھی ہمارے رقیب سے
اس قطعت عجیب و لباس غریب سے

۴۸

پوچھو جناب داغ کی ہے شعرا میں
کیا سر جھکائے بیٹھے ہیں حضرت غریب

شعر ۱۶

درد بنکر دل میں آنا کوئی ہمسے سیکھ جائے
ہر سخن پر روٹھ جانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
وصل کی شب چشمِ خواب آلودہ کو ملتے اوٹھے
کوئی سیکھے خاکساری کی روش تو ہم سکھائیں
آتے جاتے راہ تو دیکھے ہیں ہزاروں خوش خرام
دیکھکر آئینہ اترا کے کہ ہم بھی کوئی ہیں
اک نگاہِ لطف پر لاکھوں دعائیں ملتی ہیں
جان سے ارادے تنہا جہان پایا ہے
فیلسوفی اسے تمکو زمانہ کیا سکھائے

جان عاشق ہو کے جانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
روٹھ کر کچھ مسکرانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
سوتے فتنے کو جگانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
خاک میں دلکو ملانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
دل میں آنا دل سے جانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
اپنی نظروں میں سمانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
عمر کا اپنی بڑھانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
بیکسی میں کام آنا کوئی ہمسے سیکھ جائے
بالکہ ہو کیسا ہی دانا کوئی ہمسے سیکھ جائے

جانتے ہو بات ہر غماز کی آپ حدیث
جھوٹ پر ایمان لانا کوئی تم سے سیکھ جائے

کیا سکھا بگاڑنا تمکو فلک طرز جفا
اب بھلا راہی زمانہ کوئی تم سے سیکھ جائے

ہے تغافل میں بھی زیر دیدہ نظر تاک جھانک
چور کو رستہ بتانا کوئی تم سے سیکھ جائے

ہر گنہ سے توبہ کرلے جب جوانی ہو چکی
زاہدا جنت میں جانا کوئی تم سے سیکھ جائے

وہ کیا وعدہ کہ میں فرط خوشی سے رو دیا
ایسے ہنستے کو رلانا کوئی تم سے سیکھ جائے

غیر کو اپنا بنا لیتے ہیں ہنس کر وقت پر
دوست کو دشمن بنانا کوئی تم سے سیکھ جائے

۷۹	محو بیخود ہوں نہیں کچھ دین و دنیا کی خبر داغ ایسا دل لگانا کوئی تم سے سیکھ جائے	شعر ۱۶

دیکھا تو شہر حسن میں چرچا ہی اور ہے
اوس کی ہوا ہی اور وہ دنیا ہی اور ہے

تجھکو رلا کے سب ہنسی سے تڑپ گئے
خود لوٹنے لگے یہ تماشا ہی اور ہے

جی چاہتا ہے جسکو وہ یارب نصیب ہو
کیا بہشت مجھکو تمنا ہی اور ہے

اوس بیوفا کے ہاتھ رہا اوسکا فیصلہ
زاہد منصفوں سے طے ہو یہ جھگڑا ہی اور ہے

او دیکھتے ہی غیر کو چتون بدل گئی
آنکھوں کو دیکھئے تو اشارہ ہی اور ہے

آئے تو کیا پھر وہ کوئی دم میں جائنگے
کم جس قدر ملا ہو غم اوتنا ہی اور ہے

کہتے ہیں خواب میں شب وعدہ ہم آئے تھے
یہ مکر ہے فریب ہے دھوکا ہی اور ہے

دیکھے جو تیرے قد کو قیامت تو بہ کے
سچ سچ ہی اور ہے یہ سراپا ہی اور ہے

تم آئینہ ہی دیکھ کے حیران رہ گئے
واللہ میرے دل میں اگر ایسا ہی اور ہے

جب اہل حشر سنتے ہیں میری واردات
سب کہتا سنو تو یہ جھگڑا ہی اور ہے

جو دل کی آرزو میں یہ کیفیتیں کہاں
اللہ رکھے اوسکی تمنا ہی اور ہے

ملتی ہیں یہ کہاں گر قم عیسیٰ کی ہو چھوڑیں
مرتے ہیں جس پہ ہم وہ مسیحا ہی اور ہے

قاتل کو زیر قبر بھی دیتے رہے دعا
سر جا کے بھی نجائے یہ سودا ہی اور ہے

کرتا ہوں میں جو انکی جفا پر تو کہتے ہیں | یہ دل ہی اور ہے یہ کلیجا ہی اور ہے
کیسا نیاز کسکی وفا کس کی عاشقی | ہم جانتے نہیں مجھے دعوا ہی اور ہے

۸۰

اجمیر ہو کے جائینگے اے داغ ہم بہار
اب کی برس سفر کا ارادہ ہی اور ہے

شعر ۱۱

نکل جائے یہ حسرت وہ نہیں ہے | بدل جائے یہ قسمت وہ نہیں ہے
وہی تم ہو طبیعت وہ نہیں ہے | وہی صورت ہے سیرت وہ نہیں ہے
پکارا دیکھ کر میں حور کی شکل | خداوندا یہ صورت وہ نہیں ہے
تمہارا دل تو دیکھوں ہاتھ رکھ کر | وہی ہے یا محبت وہ نہیں ہے
کسے دیتے ہیں ہم دھوکا دکھاتا | ہماری اب طبیعت وہ نہیں ہے
دکھائے بت برہمن شیخ حوریں | پلٹ جائے یہ نیت وہ نہیں ہے
ترا دل کیا ترے گھر میں بھی مجھکو | ٹھہرنے دے یہ وحشت وہ نہیں ہے
سر مرقد یہ بولے ہاتھ مل کر | اوسکی ہے یہ تربت وہ نہیں ہے
یہاں غیبت میں کھٹکے جیتا میں آزاد | ہمیں جنت میں راحت وہ نہیں ہے
جو ہم سمجھے ہو دل میں چارہ سازو | علاج درد فرقت وہ نہیں ہے

۸۱

گئی محفل کی رونق داغ کے ساتھ
وہی دم تھا غنیمت وہ نہیں ہے

شعر ۱۶

مرا دین مان رہا ہوں قضا کے آنے کی | بڑی گھڑی تھی دل مبتلا کے آنے کی
شب وصال نہ ٹھہری حیا کے آنے کی | کہ پھر کبھی نہیں یہ رات جا کے آنے کی
تمہارے دن میں قیامت دکھائے پھر کسکی | تمہاری عمر ہے ناز و ادا کے آنے کی
دم اخیر مجھے اسکی کیا خوشی کم ہے | کہ دیکھی چال تری مسکرا کے آنے کی
شگفتگی سے اے آہ کیا ہوا حاصل | کہ اور راہ کھلی ہر بلا کے آنے کی

لگائے بیٹھے ہو منھ دی عبث شب وعدہ
کرینگے صبح قیامت بھی انتظار بہت
وہ میری قبر پر آتے ہیں خوب بن ٹھنکر
جواب وصل سے کیونکر سنوں میں شادی مرگ
وہ سادہ دل ہوں کہ تا وقت واپسیں مجکو
مرا خیال تو آنے دیا نہ تم نے مگر
شب فراق ہجوم بلا سے کیا مرتا
مری بلا رہے فرقتیں رات بھر ناشاد
بنا ہوتیں نفس واپسیں نقاہت سے
رہی ہے منزل مقصود ہائے تھوڑی دیر

تھکیں امید ہے رنگ حنا کے آنے کی
کہ عادت آپکو ہے دن چڑھا کے آنے کی
یہی تو وجہ ہے خلق خدا کے آنے کی
خوشی بھی اور خوشی دلربا کے آنے کی
جمی ہوئی ہے بہت بیوفا کے آنے کی
ہوئی نہ روک دل مبتلا کے آنے کی
کہ راہ بند ہوئی تھی قضا کے آنے کی
مجھے تو عید ہے روز جزا کے آنے کی
نہ آئے جانیکی طاقت نہ جا کے آنے کی
خبر نہ تھی مجھے سیل فنا کے آنے کی

ابھی تو کھیل ہیں اے داغ شوخیاں اُنکی
پھر آرزو ہیں کروگے حیا کے آنے کی

شعر ۱۵ — ۹۲

دنیا میں کوئی لطف کرے یا جفا کرے
اس جور پر وفا نکرے یاد فا کرے
آتے ہی اونکو ہوش قیامت بپا ہوئی
کیوں اے ستم شعار وہ کہنا بھی یاد ہے
لذت کو عشق کے غم جاوید چاہیے
گو وعدۂ دروغ کی بھی عہد ہو گئی
روز جزا کہیں نہ سوال و جواب میں
اس التجا کے ساتھ کہا ہمنے حال دل
دل کی طرح سے جان بجلے گی عشق میں

جب میں نہیں بلا سے مرے کچھ ہوا کرے
میری جگہ نصیب ہے تو ہو تو کیا کرے
مانگیں تجھیں کیوں نہ عاشق کہیں خدا کرے
تجھسے دغا کرے تو خدا سے دغا کرے
تھوڑی سی زندگی ہے کہاں تک وفا کرے
امید ہی نہیں جو کوئی التجا کرے
کچھ گفتگو ہمارے تمھارے ہوا کرے
جیسے اخیر وقت میں کوئی دعا کرے
پھر کچھ وفا کرے تو یہی بیوفا کرے

بیتاب زیر تیغ ہو وقت امتحان
منظور کسکو ہے جو اوٹھائے بلائے عشق
مجھکو پسند آگئی دیوانگی مری
دل تحمل تن میں یک نمرخوشگوار ہے
معشوق بے نیاز ہے عاشق کو چاہیے

دلکا غلام ہو جو تحمل ذرا کرے
جب سر پہ آ پڑی تو کوئی کیا کرے
تیری خوشی سے کام کوئی کچھ کیا کرے
اے کاش تیغ یار ہے یہ چل بنا کرے
لب سے کرے جو شکوہ تو دست دعا کرے

۸۳

اس عشق میں کسیکا اجارا نہیں ہے داغ
پروردگار جسکو یہ دولت عطا کرے

شعر ۱۲

میرے رونے پر جو رویا آدمی فہمیدہ ہے
جانتے ہیں جاگنے والے فراق یار کے
میں بھی تو دیکھوں نکلتا ہے یہ ٹینکا کس طرح
کیوں کہوں کیونکر کہوں کس سے کہوں کیا کیا کہوں
تو نے رکھا ہے رقیب تیرہ رو کے دل پہ ہاتھ
تیر جب بیٹھا مرے دلمیں ترازو ہو گیا
میں تو ان بانوں کا قائل ہوں مرے خط کا جواب
خاکمیں اسنے ملایا مجھکو یا میں نے اسے
زہر کھا کر لگ گئے ہیں خاک میں عاشق بہت
خوب آتا ہے لگا لینا نگاہ یار کو
اوس ستمگر نے مرے پیغام سے یہ کہا

ناصح عاقل بڑا نا گرگ باران دیدہ ہے
فتنۂ روز قیامت فتنۂ خوابیدہ ہے
جارہ گر کی آنکھ میں میرا تن کاہیدہ ہے
آپکی کیا بات ہے جو بات ہے سنجیدہ ہے
آج کیوں چھپکا ترا دست حنا مالیدہ ہے
اس سے یہ ظاہر ہوا قائل بہت سنجیدہ ہے
جسقدر ہے مختصر ہے پیچیدہ ہے پیچیدہ ہے
آج میں ہوں اور یہ میرا دل تفسیدہ ہے
اونگلیاں میں دیکھ تو یا سبزہ روئیدہ ہے
ایک سے ان بن ہوئی تو دو سرا گرویدہ ہے
مر نہیں جاتا اگر آزردہ ہے رنجیدہ ہے

۸۴

پھر نظارہ چلا ہے کوچۂ قاتل میں داغ
کس بلا کا ہے کلیجہ کس غضب کا دیدہ ہے

شعر ۱۰

پیام تمکا میاب آسکے نہ آسکے
خدا جانے جواب آئے نہ آئے

ترے غمزون کو اپنے کام سے کام — کسی کے دل کو تاب آئے نہ آئے
اوسے سنزا ملینگے ذکر عدو پہ — یہ قسمت ہے حجاب آئے نہ آئے
تم آؤ مست بے سوار توسن ناز — قیامت ہمرکاب آئے نہ آئے
شمار اپنی خطاؤن کا بتا دون — تمھین شاید حساب آئے نہ آئے
نہ خنجر سے مجکو ذبح کیجے — پھر ایسی آب و تاب آئے نہ آئے
شب وصل عدو تیری بلا سے — کسی مضطر کو خواب آئے نہ آئے
پیون گا آج ساقی سیر ہو کر — میسر پھر شراب آئے نہ آئے
یہ جا کر پوچھا آتو اوسنے دربان — کہ وہ خانہ خراب آئے نہ آئے

۸۵

نہ دیکھو داغ کا دیوان دیکھو
سمجھ مین یہ کتاب آئے نہ آئے

شعر ۱۸

بعد مردن بھی خیال رخ قاتل ہے وہی — جس سے ہم آنکھ چراتے تھے مقابل ہے وہی
عشق کا کوئی نتیجہ نہین جز درد و الم — لاکھ تدبیر کیا کیجیے حاصل ہے وہی
چار دن پہلے جو تقدیر مین تھا اب وہ نہین — ہم وہی تم ہو وہی شوق وہی دل ہے وہی
خضر سے پوچھے کوئی عمر ابد کی تکلیف — زندگی نام ہے جس چیز کا قاتل ہے وہی
مرگئے خسرو و جمشید سے مسکین لاکھون — رونق ساغر و آرایش محفل ہے وہی
مانگے جائینگے دعا ہو گی کب تک مقبول — بے لیے جو کبھی ٹلتا نہ وہ سائل ہے وہی
رشک اغیار نے کیا وہم مین ڈالا مجکو — وہ ہین پہلو مین پر اندیشۂ باطل ہے وہی
طپش دل تہ شمشیر نہ دیکھو دیکھو — جس سے قاتل بھی تڑپ جائے بسمل ہے وہی
دیکھ کر مجمع اغیار یہ اوسنے پوچھا — ہم جہان رہتے تھے دن رات یہ محفل ہے وہی
کام دنیا مین نکلتا نہین آسانی سے — جسکو ہم سہل سمجھ لیتے ہین مشکل ہے وہی
شور اوٹھتا ہے ہر سو سے انا لیلیٰ کا — قیس گر دلکو سمجھتا کہ یہ محمل ہے وہی

باری اتنا تو مرا دھیان انھیں رہتا ہے سب یہ کہتے ہیں مرے جور کے قابل ہے وہی

بڑھ گیا سیروں لہو اونکو جو آتے دیکھا خود نہ پہچان سکا میں کہ مرا دل ہے وہی

نام پاتے ہیں محبت میں جو مٹجاتے ہیں جسکے ہونیکا گمان بھی نہیں دل ہے وہی

انتظار نفس باز پسین ہے ہر دم سر منزل ہوں مگر دوری منزل ہے وہی

حسرتونکی ہے تباہی سے تباہی دل میں جس جگہہ قافلے لٹتے ہیں یہ منزل ہے وہی

کیا بتونکی سی حوروں میں ادائیں ہونگی آدمی کے لیے جنت میں بھی مشکل ہے وہی

عـ ۸۶

جو کہے داغ سیہ مست وہ الحمد لو دل پیر
اس خرابات میں اک مرشد کامل ہے وہی

شعر ۱۵

میری فریاد دوسرا نہ سنے تم سنو اے بتو خدا نہ سنے

راز اپنا کبھی کہا نہ کہے حال میرا کبھی سنا نہ سنے

خوب ہو وہ جسے زمانہ کہے گفتگو وہ جسے زمانہ سنے

غیر بھی گر کرے مری تعریف تو بھی ہرگز وہ بیوفا نہ سنے

کیوں سنے وہ شکایت بیداد صفت خنجر ادا نہ سنے

اس لئے ہے پیامبر کی تلاش مجھسے میرا وہ مدعا نہ سنے

سنکے دشنام پی گئے ناصح کان وہ ہے جو ناروا نہ سنے

پہلے گالی وہاں ہے پیچھے بات اب سنے اوسکو کوئی یا نہ سنے

دوستی کیا اسی کو کہتے ہیں آشنا کی جو آشنا نہ سنے

دیدہ و دل میں اسلیے ہے فرق ایک کا ایک ماجرا نہ سنے

کیوں نہ بنتا وہ صورت تصویر مدعا تھا کہ مدعا نہ سنے

ہوش اوڑتے ہیں دیکھکر اونکو ایسے دیکھے پری لقا نہ سنے

سن سکے تیرے منھ سے کیا انکار لن ترانی کی جو صدا نہ سنے

ہجر میں جو دعائیں مانگیں ہیں	کوئی اللہ کے سوا نہ سنے

۸۷	داغ کو چین ہی نہیں آتا اوس سے جب تک برا بھلا نہ سنے	شعر ۱۵

فرقت کی شب یہ کام لیا دل کے داغ سے	ڈھونڈھا کیا گل کو تا بہ سحر اس چراغ سے
تفریح کبھی پڑتی ہے اوسکے دماغ سے	گلگشت کرکے آئے ہیں شوق کے باغ سے
کھاتے ہیں داغ دوست مرے دل کے داغ سے	سچ ہے چراغ ہوتا ہے روشن چراغ سے
اللہ رے غرور و نزاکت مزاج کی	اپنے بھی تلف سے نکلتے ہیں کس دماغ سے
توبہ تو کر چکا ہوں مگر اب بھی شوق ہے	خالی صراحی و خم و جام و ایاغ سے
شہ رگ سے پاس اور پھر اوسکا مقام دور	پھر جائے اور پھر نہیں ملتا سراغ سے
گر بعد مرگ وسعت دل ہو نصیب میں	گنج لحد بھی کم نہیں کنج فراغ سے
فرہاد و قیس ایک جنون میں ہیں مبتلا	دامان کوہ لپٹا ہے دامان راغ سے
بوے وفا بھی آئی تو ہوتا ہے درد سر	کیونکر بچے گی اوس بت نازک دماغ سے
پیتے ہیں زیر خاک بھی رندان بادہ کش	گرتی ہے جب شراب چھلکر ایاغ سے
فریاد عندلیب کو سمجھے مری فغان	گھبرائے بیٹھنا ہے وہ آتے ہیں باغ سے
دل بجھ گیا ہے اوسکی تسلی کے سامنے	خورشید و ماہ و اختر و شمع و چراغ سے
ہر شان میں نشان ہے ہر رنگ میں ظہور	آوارہ میں ہوا ہوں کسی کے سراغ سے
ہر وقت تازہ فقرہ ہے اونکی زبان پر	ہر دم نئی اوپری ہے اونکے دماغ سے

۸۸	دنیا میں ایسے لوگ مصیبت زدہ کہاں روے ہیں ہم آج خوب گلے مل کے داغ سے	شعر ۱۲

آرزو ہے کہ دم نکلے تمھارے سامنے	ہم تمھارے سامنے ہوں تم ہمارے سامنے
حشر کے دن بھی ہو شرح غم تمھارے سامنے	شیخ اکبر کے سامنے ہوں ہم تمھارے سامنے

دیکھنے والوں کی حالت نہیں دیکھی جاتی
جو نہ دیکھے وہی مشتاق جمال اچھا ہے

یا دکھا دو مجھے تم یا کہ چھپا ناخن اپنا
یا یہ کہہ دو مرے ناخن سے ہلال اچھا ہے

تم نہیں اور سہی دیکھے طلبگار بہت
سو خریدار ہیں موجود جو مال اچھا ہے

دل میں تو خوش ہیں تسلی کو مرے کہتے ہیں
آپ مرتے نہیں آپکا حال اچھا ہے

باغ عالم میں کوئی خاک پھلے پھولیگا
برق گرتی ہے اسی پر جو نہال اچھا ہے

عرصۂ حشر میں سب ہو گئے حیران اسکے
لوگ کہتے ہیں اشاروں سے سوال اچھا ہے

مجھسے پوچھے کوئی دنیا میں ہے کیا شے اچھی
رنج اچھا ہے غم اچھا ہے ملال اچھا ہے

۹۲ — آپ سمجھائیں نہیں جور سے توبہ کریں
آپ کہہ دیں تو نہیں داغ کا حال اچھا ہے — شعر ۹

یوں چلیے راہ شوق میں جیسے ہوا چلے
ہم بیٹھ بیٹھ کر جو چلے بھی تو کیا چلے

بیٹھے اوداس روٹھے پریشان خفا چلے
پوچھے تو کوئی آپ سے کیا آئے کیا چلے

آئینگی ٹوٹ ٹوٹ کے قاصد پر آفتیں
غافل ادھر ادھر بھی ذرا دیکھتا چلے

ہم ساتھ ہو لیے تو کہا اوسنے غیر سے
آتا ہے کون اس سے کہو یہ جدا چلے

بالیں سے میرے آج وہ یہ کہہ کے اٹھ گئے
اسپر دوا چلے نہ کسی کی دعا چلے

موسیٰ کیطرح راہ میں پوچھی نہ راہ راست
خاموش خضر ساتھ ہمارے چلا چلے

افسانۂ رقیب بھی لو سنتے اثر ہوا
بگڑی جو سچ کہے سے وہاں جھوٹ کیا چلے

رکھا دل و دماغ کو تو روک تھام کر
اس عمر بیوفا پہ مرا زور کیا چلے

۹۳ — بیٹھا ہوا اعتکاف میں کیا داغ روزہ دار
اے کاش میکدہ کو یہ مرد خدا چلے — شعر ۱۳

داغ اوس بزم میں مہمان کہاں جاتا ہے
تیرا اللہ نگہبان کہاں جاتا ہے

غیر کا شکوہ بھی ہوتا ہے تو کس لطف کیساتھ
اوسنے تعریف کا عنوان کہاں جاتا ہے

وہ بھی دن یاد ہیں یہ کہکے بناتے تھے مجھے
آ ادھر میں ترے قربان کہاں جاتا ہے

باغ فردوس میں حوروں نے بھی دل لوٹ لیا
چھوڑ کر تقدیر کا نقصان کہاں جاتا ہے

پاؤں سے میرے بیابان کہاں چھٹتا ہے
ہاتھ سے میرے گریبان کہاں جاتا ہے

پھر جاتا تھا وہاں بیٹھ یہ کہکر روکا
تجھ سے کچھ جان نہ پہچان کہاں جاتا ہے

در فردوس سے ممکن ہے کہ درباں ٹل جائے
اس کے دروازے سے درباں کہاں جاتا ہے

ہجر کے دن کی مصیبت تو گذر جائے گی
وصل کی رات کا احسان کہاں جاتا ہے

رو دیا کر بزم سے اوٹھا تو عدو روکا مجھ کو
تو کیا اوس نے کہا مان کہاں جاتا ہے

بند کرتے ہو جو ہاتھوں سے تم آنکھیں میری
کیا کہوں دل میں کہ ارمان کہاں جاتا ہے

بزم سے آنکھ چرا کر جو چلا میں تو کہا
ٹھہر او چھوڑ کے سامان کہاں جاتا ہے

آرزو وصل کی ہوتی ہے سوا عید جمال
جان جاتی ہے پہ ارمان کہاں جاتا ہے

شعر ۱۸	داغ تم نے تو بڑی دھوم سے کی تیاری آج یہ عید کا سامان کہاں جاتا ہے	۹۷

پھر وہ سرگرم تمنا ہونے لگے
اب خدا اچھا ہے تو مطلب بھی ادا ہونے لگے

وہ نگہ پارسا کی وجہ سے آشنا ہونے لگے
میرا نصیب ہو کہ دنیا میں فدا ہونے لگے

غیر کے گھر سے میرے آ گیا تھا کیا
ٹھہرو ٹھہرو سنبھلو سنبھلو کیا سے کیا ہونے لگے

آپ بھی جو کیا چاہتے تھا ہو گیا از عشق
اس روش سے سیکڑوں تیر قضا ہونے لگے

جب نشست اوٹھاتے ہیں کچھ دست دعا
ورد اوٹھ کر ہاتھ شانوں سے جدا ہونے لگے

سخت گردش نا امیدی کا سفر منزل بعید
عاقبت تھک تھک کے نالے نارسا ہونے لگے

سایہ کر لے یا الہی آسمان کا اعتبار
جب کسی معشوق سے عہد وفا ہونے لگے

شکوۂ ناآشنائی نے بڑھایا اور رشک
میری ضد سے وہ رقیبوں کے آشنا ہونے لگے

المدد اے حضرت دل ابتدائے عشق ہے
اب سنبھالو ہم گرفتار بلا ہونے لگے

ابر کیا سبز کرے تجھ شجر سوختہ کو
آب حیواں ہو مرے کھولنے جلنے کے لیے

چارہ گر زندہ رہیگا تو کرے گا تدبیر
چاہیے عمر خضر میرے سنبھلنے کے لیے

وصل دشمن کی گھڑی تھی کہ ہوا اپنا وصال
ساعت اچھی تھی مری جان نکلنے کے لیے

جنبش لب کے وہ پیچ ہیں وہ اب ہنستے ہیں
موجزن چشمۂ حیواں ہے ترا ہلنے کے لیے

تنگی دیوار کھڑی ہو گئی دل کے اندر
میرے ارماں ترستے ہیں نکلنے کے لیے

ہیں کلیجے سے ملوں سر سے ملوں لپٹے ملوں
ایسی تلوار مجھے دیجئے ملنے کے لیے

خاک ٹھہرے ہے کوچے میں کوئی اے قاتل
مستعد نقش کف پا بھی ہے چلنے کے لیے

کھائے جاتا ہے مجھے خنجر خونخوار ترا
یہ او گلنے کے لیے ہے کہ نگلنے کے لیے

تو مری لاش کو ٹھکرا کے چلی دست شباب
ٹھوکریں کھاتے ہیں انساں سنبھلنے کے لیے

ص ٩٦ — شعر ٢٦

بزم اغیار میں تم چھپ کے نہ بیٹھو اے داغ
چاند چھپنے کے لیے ہے کہ نکلنے کے لیے

طور کے پہلو میں اک تجلی خانہ ایسا چاہیے
شور او مجھے جلوہ جانانہ ایسا چاہیے

عشق میں اے ہمت مردانہ ایسا چاہیے
یہ کہ اپنا ہو یا بیگانہ ایسا چاہیے

دوست کوئی عاقل و فرزانہ ایسا چاہیے
جو کبھی اوس سے ہم پیمانہ ایسا چاہیے

دیکھنا کس لطف سے کہتا ہوں اپنی واردات
داور محشر سنے افسانہ ایسا چاہیے

دلربا کہلاتے دل آزار ایسا ڈھونڈ لے
آشنا کہیے جسے بیگانہ ایسا چاہیے

ایک قطرہ بھی نہ اے ساقی لگا کم ظرف کو
انتظام بادہ و پیمانہ ایسا چاہیے

دل مرا اہل وطن سے ہے بہت کھٹکا ہوا
خانہ تنگ قفس میں ہو ویرانہ ایسا چاہیے

سو لیلی نے قیس کی تصویر دیکھ نادم ہو
سینے جب خنجر اٹھیں دیوانہ ایسا چاہیے

اس ادا سے قتل کر مجھکو مرے سر کی قسم
سب کہیں اللہ رے شوق قاتلانہ ایسا چاہیے

تیر تیرا دل میں ہو پیکاں کھنچا کس کس طرح
جو کرے ملکر دغا بیگانہ ایسا چاہیے

دل لیا تو کیا لیا جرم وفا پر آپ نے
دے سکوں جسکو نہیں جرمانہ ایسا چاہیے

دل جلوں کے سوز دل کا ہو اثر دونو جگہ
گرم ہو کوئی نہیں آتشخانہ ایسا چاہیے

چشم پر خون بھیجتی ہیں ہم جو وہ بادہ نوش لے
اور کیسا چاہیے پیمانہ ایسا چاہیے

دیکھ کر چاہت مری کہتے ہیں سب اہل نظر
گل کو بلبل شمع کو پروانہ ایسا چاہیے

بھیس بدلے حضرت زاہد ہیں چوری چھپے
شہر میں پوشیدہ اک میخانہ ایسا چاہیے

دست مژگاں سے کروں کنگھی تمہاری زلف میں
ایسی موئے عنبریں میں شانہ ایسا چاہیے

یہ اگر تیغوں سے ہو لبریز وہ ناوک سے گرم
عیش خانہ ہو کہ ماتم خانہ ایسا چاہیے

چاہنے والوں سے کم ہوتی نہیں چاہت کبھی
چاہیے تو چاہیے یہ کیا نہ ایسا چاہیے

گونج اوٹھے گنبد گردوں و ہلجائے زمیں
سیکڑوں شکا نالہ مستانہ ایسا چاہیے

بیوفائی تم کرو نا آشنائی ہم کرو
تمکو ایسا چاہیے حاشا نہ ایسا چاہیے

نامۂ اعمال تجھے پھینک کر حشر میں وہ
کہتے ہیں اپنے لیے افسانہ ایسا چاہیے

جبر پہ ہو صبر الفت میں جفا پر ہو وفا
تجھ کو تو اے ہمت مردانہ ایسا چاہیے

ہجر سے اوس شمع رو کے دل جلا فرقت میں تھی
جو اندھیرے میں جلے پروانہ ایسا چاہیے

طور پر ہم بھی گئے کچھ نظر آتا اگر
تو یہ کہتے جلوۂ جانانہ ایسا چاہیے

اس بہانے سے دکھا دیتی کف نقش قدم اوپر
سجدہ اک لوٹا ہوا اپنا نہ ایسا چاہیے

۹۷	خوب ہی پھر کے سنا پہلے تو قصہ داغ کا پھر کہا دل تھام کر افسانہ ایسا چاہیے	شعر ۹

آج اونکے بھید اس صورت سے ظاہر ہو گئے
غیر کا مذکور آیا تھا کہ تیور ہو گئے

دیکھتے ہی شکل راز دل سے ماہر ہو گئے
پھر وہ ٹالے سے ٹلے جب بات کے سر ہو گئے

چال ونکی دیکھنا گویا بڑے مظلوم ہیں
سب سے پہلے عرصۂ محشر میں حاضر ہو گئے

وصل کی شب تجھ سے دو لیں کیا کیا ذوق شوق
صبح کے ہوتے ہی رخصت سب اثر ہو گئے

حضرت ناصح نے پکڑی ہے یہ اچھی چال کی
کیوں قسم کھاتے ہو اب ہم کو نہیں تم سے ملال
ہنسے تو بچے نہ دیکھے جا چھڑا لے تیرے
شکوہ کرتا تو خدا جانے وہ کیا کرتے غضب

محتسب سے جا ملے رندوں کے مخبر ہو گئے
وہ کہے جاتے ہیں چھوٹوں تم خفا پھر ہو گئے
رفتہ رفتہ جان بحق سب اول آخر ہو گئے
ہنسنے کی تعریف وہ الٹے مرے سر ہو گئے

عدد ۹۸

داغ تم آئے تھے بزم عشق میں خوش خوش ابھی
کیا ہوا کس واسطے افسردہ خاطر ہو گئے

شعر ۱۵

جب نئی لا الٰہ قائم ہوئی ہے
یہ بھی طرز حرام ہوتی ہے
خوب رو وہ ہے جس کی خو اچھی
توڑتا ہے ادھر کو وہ گلچیں
دل ہی دل میں تو ہم رقیبوں سے
صبح ہونے تو دو چلے جانا
کیا خوشی ہے کہ میرے پہلو میں
حرف مطلب کہا نہیں جاتا
نہیں کھینچی تجھی سے تیری شبیہ
یہ سنا ہے کہ برہمن سے کبھی
دم آخر تو کچھ مری سن لو
تیرا وعدہ ہے کس قیامت کا
ہجر کا دن ڈھلے تو ہم جانیں
غیر جتنی برائی کرتے ہیں

مجھکو توبہ حرام ہوتی ہے
ساری دنیا تمام ہوتی ہے
شمع صورت حرام ہوتی ہے
جو کلی دل کی خام ہوتی ہے
گفتگو لا کلام ہوتی ہے
شب کی نیت حرام ہوتی ہے
دعوت خاص و عام ہوتی ہے
بات اون سے مدام ہوتی ہے
تجھ سے کب ہم کلام ہوتی ہے
شیخ کی رام رام ہوتی ہے
آج حجت تمام ہوتی ہے
رات دن صبح و شام ہوتی ہے
صبح کے بعد شام ہوتی ہے
وہ ہمارے ہی نام ہوتی ہے

کہیے اے داغ کچھ نہ ہوش آیا

دم بھر بھی قابو میں طبیعت نہیں آتی
اللہ کسی وقت یہ حالت نہیں جاتی

ہے وصل کے بعد انکو گمان اور کسی کا
لو ایسی صفائی میں کدورت نہیں جاتی

وہ آکے مری قبر پہ یہ لکھ گئے مصرع
کافر تجھے دنیا کی محبت نہیں جاتی

فرہاد کے مرقد سے یہ آتی ہیں صدائیں
برباد کسی شخص کی محنت نہیں جاتی

اٹھتے ہیں جو عالم میں وہ سب جانتے ہیں فتنے
کافر تری آنکھوں کی شرارت نہیں جاتی

کیوں دختر رز کو نہ کہے شیخ سے پہ ہنر
کہنے کو کبھی یہ صاحب حرمت نہیں جاتی

کیا دیکھ لیا عہد سکندر میں الٰہی
آئینے کے منھ سے کبھی حیرت نہیں جاتی

شرما کے قسم کھا کے ابھی عہد کیا تھا
پھر ظلم کیا آپکی عادت نہیں جاتی

کہتے ہیں مجھے دیکھکے سب اہل محبت
اسطرح تو قابو سے طبیعت نہیں جاتی

غم سہتے ہیں پر لب پہ شکایت نہیں آتی
دکھ جھیلتے ہیں پر تری محبت نہیں جاتی

ہم جاہ کے بھوکے ہیں اور یہ وہ شخص ہیں کو
آنکھوں سے کسی وقت وہ صورت نہیں جاتی

وہ جور و جفا کرکے وفا کر نہیں سکتے
اس راہ سے ہو اوس راہ طبیعت نہیں جاتی

تعریف ستم سے بھی اونھیں وہم بنے ہیں
کیوں تنگ کیا اسکی شکایت نہیں جاتی

ہمارا — شعر

اے داغ سلامت رہیں مہمان ہمارے
جو آتی ہے آفت کہ مصیبت نہیں جاتی

اوسکی چتون نظر میں پھرتی ہے
اک چھری سی جگر میں پھرتی ہے

آہ ہر دم سفر میں پھرتی ہے
یہ تلاش اثر میں پھرتی ہے

نالہ کرتا ہوں تو مری آواز
گو کہ بجتی اونکے گھر میں پھرتی ہے

نہ ملا بعد مرگ بھی آرام
روح اوس رہگذر میں پھرتی ہے

وہ دم رقص گردشیں اوسکی
ایک پھرکی نظر میں پھرتی ہے

نہ ملے گا وہ جستجو سے ہمیں
خلق کس دردسر میں پھرتی ہے

تم تو ہو جان اک زمانے کی
جان تم پر نثار کون کرے

آفت روزگار جب تم ہو
شکوۂ روزگار کون کرے

اپنی تسبیح رہنے دے زاہد
دانہ دانہ شمار کون کرے

ہجر میں زہر کھا کے مر جاؤں
موت کا انتظار کون کرے

آنکھ ہے ترک زلف ہے صیاد
دیکھیں دل کا شکار کون کرے

غیر نے تم سے بیوفائی کی
یہ چلن اختیار کون کرے

وعدہ کرتے نہیں یہ کہتے ہیں
تجھ کو امیدوار کون کرے

۱۰۴ — داغ کی شکل دیکھ کر بولے
ایسی صورت کو پیار کون کرے — شعر ۸

رنج کی جب گفتگو ہونے لگی
آپ سے تم تم سے تو ہونے لگی

چاہیے پیغامبر دونوں طرف
لطف کیا جب دو بدو ہونے لگی

میری رسوائی کی نوبت آ گئی
ان کی شہرت کو بکو ہونے لگی

ہے تری تصویر کتنی بے حجاب
ہر کسی کے روبرو ہونے لگی

غیر کے ہوتے بھلا اے شام وصل
کیوں ہمارے روبرو ہونے لگی

ناامیدی بڑھ گئی ہے اس قدر
آرزو کی آرزو ہونے لگی

اب کی مل کر دیکھیے کیا رنگ ہو
پھر ہماری جستجو ہونے لگی

۱۰۵ — داغ اترائے ہوئے پھرتے ہیں آج
شاید ان کی آبرو ہونے لگی — شعر ۸

ناروا کہیے ناسزا کہیے
کہیے کہیے مجھے برا کہیے

تجھ کو بد عہد و بیوفا کہیے
ایسے جھوٹے کو اور کیا کہیے

درد دل کا نہ کہیے یا کہیے
جب وہ پوچھیں مزاج کیا کہیے

پھر نہ کیجے جو مدعا کہیے
ایک کے بعد دوسرا کہیے

آپ اب میرا منہ نہ کھلوائیں
یہ نہ کہیے کہ مدعا کہیے

وہ مجھے قتل کر کے کہتے ہیں
مانتا ہی نہ تھا یہ کیا کہیے

دل میں رکھنے کی بات ہے غم عشق
اس کو ہرگز نہ برملا کہیے

تجھکو اچھا کہا ہے کس کس نے
کہنے والوں کو خیر کیا کہیے

وہ بھی سن لینگے یہ کبھی نہ کبھی
حال دل سب سے جابجا کہیے

مجکو کہیے برا نہ غیر کے ساتھ
جو ہو کہنا جدا جدا کہیے

انتہا عشق کی خدا جانے
دم آخر کو ابتدا کہیے

میرے مطلب سے کیا غرض مطلب
آپ اپنا تو مدعا کہیے

ایسی کشتی کا ڈوبنا اچھا
کہ جو دشمن کو ناخدا کہیے

صبر فرقت میں آ ہی جاتا ہے
پر اسے دیر آشنا کہیے

آ گئی آپ کو مسیحائی
مرنے والوں کو مرحبا کہیے

آپ کا خیر خواہ میرے سوا
ہے کوئی اور دوسرا کہیے

ہاتھ رکھ کر وہ اپنے کانوں پر
مجھ سے کہتے ہیں ماجرا کہیے

۱۵۶	ہوش جاتے رہے رقیبوں کے داغ کو اور باوفا کہیے	شعر ۹

شکوہ نہیں کسی کی ملاقات کا مجھے
کم جانتے ہو وہم ہے جس بات کا مجھے

جاتا کہاں ہے غیر سے پہچان جائیگا
باسی نہ اوسنے ہار دیا رات کا مجھے

کوئی نہیں تو دل ہی سے باتیں ہیں رات بھر
اللہ رے شوق حرف و حکایات کا مجھے

وہ دن سے اپنے گھر کی آئی شب فراق
کھٹکا لگا ہوا تھا اسی رات کا مجھے

ملکر تمام بھید کہو ان کا رقیب سے
آتا ہے خوب توڑ سی گھات کا مجھے

ڈرنا کسی کا اور وہ بجلی کا کوندنا
موسم بہت پسند ہے برسات کا مجھے

تدبیر سے تو موت نہ آئی شب فراق
ہے انتظار مرگ مفاجات کا مجھے

وہ دن گئے کہ زہر بھی آب حیات تھا
ہے اب تو زہر پان ترے ہات کا مجھے

۱۰۷

آخر وہاں رقیب نے نقشہ جما لیا
اے داغ خوف تھا اسی بد ذات کا مجھے

شعر ۱۲

مرے اوسکے بھری محفل میں ہوگی
زباں پر آئیگی جو دل میں ہوگی

نہوگا کیا ہمارا کام ہوگا
نہوگی کیا ادا قاتل میں ہوگی

یہی قاصد بتاتا ہے اوسکے گھر کا
ہوا کچھ اور اوس منزل میں ہوگی

جو تیرا جذب دل کامل ہے قیس
تو پھر لیلی کہاں محمل میں ہوگی

نہ کرتے دل لگی کیا جانتے تھے
ہماری جان مشکل میں ہوگی

سوال وصل پہ وہ چھین لینگے
جو نقدی کیسۂ سائل میں ہوگی

چرا لیگا اوسی سے آنکھ قاتل
ذرا سی جان جس بسمل میں ہوگی

عدم کے جانیوالو سنتے جاؤ
یہ آسایش نہ اوس منزل میں ہوگی

اگر عقبے میں دنیا یاد آئے
تو مشکل اور اک مشکل میں ہوگی

نہیں شوخی سے خالی شرم اوسکی
قیامت پردۂ حائل میں ہوگی

وہاں چٹکی میں جب وہ تیر لینگے
یہاں اک گدگدی سی دل میں ہوگی

۱۰۸

نہ آئے داغ تو اچھا ہے ورنہ
بڑی رل چل تری محفل میں ہوگی

شعر ۱۵

گرہ جو پڑ گئی رنجش میں وہ مشکل سے نکلے گی
نہ اوسکے دل سے نکلے گی نہ میرے دل سے نکلے گی

مرے زخموں کو تو سب دیکھنے میں سیکھی سن لینگے
دعاے مغفرت جسدم لب قاتل سے نکلے گی

تجھے دیکھیں تو خنجر توشتا پائیں تماشائی
بلا ہے وہ جو حسرت سینۂ بسمل سے نکلے گی

ادا تیری فغان میری بھلا کب چین دیتی ہے
جگر تھامے ہوئے خلقت تری محفل سے نکلے گی

مجھے آتا ہے تم پر رحم میرا منھ نہ کھلواؤ
کلیجا توڑ لے گی وہ دعا جو دل سے نکلے گی

کسی بد خو سے ہم کہنے لگے تھے مدعا اپنا
یہ کیا معلوم تھا آواز بھی مشکل سے نکلے گی

تغافل چاہیے ای قیس تجھ کو ایسے موقع پر
ابھی جھنجھلا کے لیلی پردہ محمل سے نکلے گی

نہ کرنا قتل ہم کو ورنہ حسرت داغ بن بنکر
تمھارے دل میں بیٹھے گی ہمارے دل سے نکلیگی

نہیں دشوار کچھ اپنے مکان سے لامکان جانا
وہیں ہو جائیگی جو راہ جس منزل سے نکلے گی

مری کشتی اگر چھوٹے گی دریاے محبت میں
تو سب سے پہلے بسم اللہ لب بسمل سے نکلے گی

بڑی سختی سے میر جان نکلی ہی کئی دن میں
بکا یک لاش کیونکر کوچہ قاتل سے نکلے گی

چھپایا منھ اگر ہمسے تو کیا ہم مرنہ جائینگے
نگہہ بجلی کی صورت پردہ حائل سے نکلے گی

ترستے ہیں قیامت کے غضب کے رات دن فقرے
نئی جب بات نکلے گی تری محفل سے نکلے گی

وہی دوزخ نہ مانگی جسمیں ہیبت ہونگے ای واعظ
وہاں جنت ہی جنت کیوں لب سائل سے نکلے گی

۱۰۹

رموز عاشقی کو عاشقو تم داغ سے پوچھو
کہ باریکی میں باریکی اوسی کامل سے نکلے گی

شعر ۲۱

فغان کو لاگ ٹھہری آسمان سے
اوٹھا جاتا ہے پردہ درمیان سے

تری رنجش کھلی طرز بیان سے
نہ تھی دل میں تو کیوں نکلی زبان سے

نرالی ہی ادا سارے جہان سے
کوئی پیدا کرے تجھ سا کہان سے

گرے ہوتے او تجھ کر آستان سے
چلے آتے ہو گھبرائے کہان سے

عدو کی التجا کرنی پڑی ہے
مرادیں مانگتا ہوں آسمان سے

مرے تنکوں میں ہے کیا خار حسرت
الگ گرتی ہے بجلی آشیان سے

نتیجہ اونکی باتون کا یہ نکلا
کہ اپنی مدح تھی اپنی زبان سے

لگا رہتا ہے کھٹکا دونو جانب
مزا ہے دوستی کا بدگمان سے

وہ مجھ کو دیکھ کر بولے الٰہی
بچانا اس بلائے ناگہاں سے

نہ کہیے دوست دشمن کو نہ کہیے
پرائے اپنے ہوتے ہیں یہاں سے

تمھارے در پہ ہم کیونکر نہ آتے
کہ تھی صاحب سلامت پاسباں سے

شکایت راہ الفت کی سنے کون
الگ چلتا ہوں بچ کر کارواں سے

ڈرے گا شور محشر سے وہ کیا خاک
تسلی جس کو ہو میری فغاں سے

وہ خط لکھیں مجھے جھوٹا ہے قاصد
خدا جانے اوٹھا لایا کہاں سے

شب غم ہر بلا کا منتظر ہوں
نگاہیں لڑ رہی ہیں آسماں سے

زہے جادو ہوا اوس کا وہی حال
سنے جو کہہ دیا تو نے زباں سے

یہ ہے کیا بات سنتے ہیں وہ اکثر
ہمارا حال دشمن کی زباں سے

تم اپنی رہ گذر سے بچتے رہنا
اوٹھے گا فتنۂ محشر یہاں سے

تمھاری چشم فتاں نے بھی شاگرد
بنا ڈالے ہزاروں آسماں سے

رقیب بار ہے حجب کم بتر سے در پہ
مگر اوچھا ہوا ہے پاسباں سے

خوشی کیا زندگی کی ہے خضر تک
مرے جاتے ہیں عمر جاوداں سے

شعر ۹	جہاں آیا دہر منزل ہوا ہے داغ قدم باہر نکالا جب مکاں سے	۱۱

ہمارے دم نکلنے میں ہی اک عالم نکلتا ہے
کہ وہ مشتاق ہیں دیکھیں تو کیونکر دم نکلتا ہے

کسی کیا پڑ گئی ہے چاہنے والوں کی اے قاتل
کہ اب تلوار کم کھنچتی ہے خنجر کم نکلتا ہے

گلہ کیسا کہاں کا رنج کس کا جاں بلب ہونا
جب اونسے پیار سے پوچھا تمھارا دم نکلتا ہے

نہ تجھسا آج تک دیکھا نہ تجھسا حشر تک دیکھیں
ان آنکھوں سے بہت نکلا بہت عالم نکلتا ہے

کوئی کیا چل سکیگا اس خرام ناز سے بڑھ کر
قیامت کا تمھاری ٹھوکروں میں دم نکلتا ہے

گداز غم سے میری ہڈیاں گھلتی ہیں گھل جائیں
ترا ارمان تو اے دیدۂ پر نم نکلتا ہے

تمھیں میرے مسیحا ہو تمھیں میری تمنا ہو
تمھیں پر جان جاتی ہے تمھیں پر دم نکلتا ہے

نقاب روے روشن سے رخ پر نور کا جلوہ
جو چھن چھن کر نکلتا ہے تو یہ کیا کم نکلتا ہے

مطلع ۱۱۱ — شعر ۱۰

الٰہی خیر کرنا آج کوئی داغ کے گھر سے
نہ بے شیون نکلتا ہے نہ بے ماتم نکلتا ہے

زمانہ بہت بدگماں ہو رہا ہے
کسی شخص کا امتحاں ہو رہا ہے

سر محفل صدا ہیں ہیں اس شوخ کی سی
الٰہی یہ جلسہ کہاں ہو رہا ہے

بہت حسرت آتی ہے مجھ کو یہ سنکر
کسی پر کوئی مہرباں ہو رہا ہے

ترے ظلم پنہاں ابھی کون جانے
فقط آسماں آسماں ہو رہا ہے

ان آنکھوں نے اس تک لگا کیا بھید کھولا
کہ مضطر ہر راز داں ہو رہا ہے

سنو کیا خبر جشن عشرت کی قاصد
جہاں ہو رہا ہے وہاں ہو رہا ہے

وہ حال طبیعت جو برسوں چھپایا
ہر اک شخص سے اب بیاں ہو رہا ہے

کوئی اوڑھ کے آیا کوئی چھپ کے آیا
پشیماں ترا پاسباں ہو رہا ہے

کہیں دو گھڑی آپ شبنم میں سوئے
رخ پر عرق در فشاں ہو رہا ہے

یہ بیہوشیاں داغ یہ خواب غفلت
خبر بھی ہے کچھ کچھ وہاں ہو رہا ہے

مطلع ۱۱۲ — شعر ۹

آج گھبرا کر وہ بولے جب سنے نالے مرے
جان کے پیچھے پڑے ہیں چاہنے والے مرے

محفل دشمن سے میری پیشوائی کے لیے
جھوم کر آنا وہ تیرا ہاے متوالے مرے

خار صحرا سے جنوں نے تیری کیا کیا زباں
پھوٹے منہ سے کچھ بولے پاؤں کے چھالے مرے

گیسو پر ہاتھ رکھکر ناز سے کہتے ہیں وہ
سامری کو بھی تو ڈس جائیں یہ دو کالے مرے

حضرت ناصح تمہاری کیا بری تکلیف ہے
تم کوئی سانچے میں ڈھل سکتے ہو ڈھالے سے مرے

جائیگا یہ تیر کس کے لیے چاروں طرف
میرے قاتل لے گئے ہیں چار پرکالے مرے

عشق و وحشت کی کریگا کون ایسی پرورش
اسکو چھوڑوں کس طرح یہ پڑ گئے پالے مرے

۱۱۳	وہ عیادت کو نہ آئے داغ تو کچھ غم نہیں اور دنیا میں بہت ہیں پوچھنے والے مرے	شعر ۱۰

کس وجہ سے لب پہ مرے فریاد نہ آتی
وہ جھوٹ نہیں کھائی تھی جو یاد نہ آتی

جنت میں جو حوروں کو مری یاد نہ آتی
بجلی کبھی تہ خنجر بیداد نہ آتی

اے شعبدہ گر تجھکو ہزاروں ہنر آتے
اک طرز دل آزاری و بیداد نہ آتی

گو جان گئی عشق میں پہ نام تو پایا
کہنے میں بھی کیا محنت فرہاد نہ آتی

اس وحشت دل نے مجھے دیوانہ بنایا
ورنہ کبھی تم تک مری فریاد نہ آتی

گر باغ میں وہ خانہ برانداز نہ آتا
گھبرائی ہوئی نکہت برباد نہ آتی

قسمت سے ہوا مرگ محبت کا بہانہ
کیا موت مجھے اے دل ناشاد نہ آتی

اک عمر سے ہوں نغمہ سرا کنج قفس میں
اب بھی مجھے دلداری صیاد نہ آتی

مرتا مگر اس حال سے فرقت میں نہ مرتا
آتی مگر اس طرح تری یاد نہ آتی

۱۱۴	ہے فیض الٰہی میں کمی کونسی اے داغ کیوں جوش پہ یہ طبع خداداد نہ آتی	شعر ۹

ہائے وہ دن کہ میسر تھی ہمیں رات نئی
روز معشوق نیا روز ملاقات نئی

بات کرتی نہیں لے لیتی ہے چٹکی دل میں
یہ تو ہے آپ کی تصویر میں اک بات نئی

دل طلب کرتے ہو مہمان بلا کر ہمکو
یہ تواضع بھی نئی ہے یہ مدارات نئی

عشق بھی کفر ہوا حضرت واعظ خاموش
آپ نے یہ تو کہی قبلہ حاجات نئی

ہوں گے حوران بہشتی کے پرانے انداز
آپ کی بات نئی گھات نئی گات نئی

سر مرا کاٹ کے نامہ رسان لیتا جا
گرچہ بیکار سہی بھیجیے یہ سوغات نئی

رنگ سامنے دیکھکے ہم صاف بتا دیتے ہیں
یہ بچرائی ہے یہ اے پیر خرابات نئی

غیر نے کی جو بڑائی تو بھلائی ٹھہری | یہ ملی ہے عمل بد کی مکافات نئی

۱۱۵ — شعر ۱۱

داغ سا بھی کوئی شاعر ہے ذرا سچ کہنا
جس کے ہر شعر میں ترکیب نئی بات نئی

کتنے بدلے ہمسے گن گن کے لیے | ہمنے کیا چاہا تھا اس دن کے لیئے
کچھ سزالا ہے جوانی کا بناؤ | شوخیاں زیور ہیں اس سن کے لیئے
چاہنے والوں سے گر مطلب نہیں | آپ پھر پیدا ہوئے کن کے لیئے
فیصلہ ہو آج میرا آپ کا | یہ اٹھا رکھا ہے کس دن کے لیئے
دے مئے بے درد اے پیر مغاں | چاہیئے اک پاک باطن کے لیئے
دل کے لینے کو ضمانت چاہیے | اور اطمینان ضامن کے لیئے
مسکنو اب آئی شاید فصل گل | بلبلوں نے چونچ میں تنکے لیئے
ہمنشینوں سے مرے کہتے ہیں وہ | چھوڑ دیں غیروں کو کیا انکے لیئے
ہیں رخ نازک پہ گنتی کے نشان | کتنے بوسے تیرے گن گن کے لیئے
وہ نہیں سنتے ہماری کیا کریں | مانگتے ہیں ہم دعا جن کے لیئے

۱۱۶ — شعر ۱۱

آج کل ہیں داغ ہو گے کامیاب
کیوں مرے جاتے ہو دشمن کے لیئے

آئے بھی تو وہ منہ کو چھپائے مرے آگے | اس طرح سے آئے کہ نہ آئے مرے آگے
دل میں تو لگا یا ہو مگر دیکھیے کیا ہو | سب چھینکتے ہیں اپنے پرائے مرے آگے
بجھتے ہوئے دیکھو نگاہ میں دل کی لگی کو | کوئی نہ کبھی شمع بجھائے مرے آگے
کیا دم کا بھروسا ہے پھر ایسے کہ نہ آئے | جاتا ہو جو قاصد تو جائے مرے آگے
کچھ تذکرۂ رنجش معشوق جو آیا | دشمن کے بھی آنسو نکل آئے مرے آگے
مانگی ہے دعا وصل کی کچھ اور نہ سمجھو | کوسا ہو اگر میں نے تو آئے مرے آگے

تم تو یہی کہتے تھے کہ یہ نام ہی میرا — لکھ کر گئی حرف اوسنے مٹائے مرے آگے

دیکھے تو کوئی قاصد جانا نکی دلیری — واپس مرے خط لا کے جلائے مرے آگے

بچھڑے ہوئے معشوق ملین سبکو الٰہی — تنہا کوئی جنت مین نہ جائے مرے آگے

محشر مین کھلی ہی خواہش خلعت مجھے اوسکے — کہتا ہون کیا میرا نہ آئے مرے آگے

شعر ۱۳	کچھ داغ کا مذکور جو آیا تو وہ بولے آئے تھے برا حال بنائے مرے آگے	۱۱۷

سب سے تم اچھے ہو تم سے مری قسمت اچھی — یہی کمبخت دکھا دیتی ہے صورت اچھی

حسن معشوق سے بھی حسن سخن ہے کمیاب — ایک ہوتی ہے ہزارون مین طبیعت اچھی

میری تصویر بھی دیکھی تو کہا تیور کر — یہ برا شخص ہے اسکی نہیں ہیئت اچھی

ہر طرح دلکا ضرر جان کا نقصان ٹھہرا — نہ محبت تری اچھی نہ عداوت اچھی

کس صفائی سے کیا وصل کا تونے انکار — اس محل پر تو زبانمین تری لکنت اچھی

ہجر مین کسکو بلاؤن نہ بلاؤن کس کو — موت اچھی ہے الٰہی کہ قیامت اچھی

دیکھنے والون سے انداز کہین چھپتے ہین — ہمکو پردے سے نظر آتی ہے صورت اچھی

میری شامت کہ دکھائی ہے دشمن کی شبیہ — مسکرا کر یہ کہا اوسنے نہایت اچھی

جو ہوا آغاز مین بہتر وہ خوشی ہے بدتر — جسکا انجام ہوا اچھا وہ مصیبت اچھی

ہے سر ناز فروشی تو خریدار بہت — بیچ ڈالو اسے ملجائیگی قیمت اچھی

عیب بھی اپنے بیان کرنے لگے آخر کار — ہو گئی اونکو برا کہنے کی عادت اچھی

تم بناؤ تو سہی مہر و محبت کے گواہ — ایسے دعوے مین تو جھوٹی بھی شہادت اچھی

شعر ۱۲	زور و زر سے کبھی ملتے ہین اے داغ حسین اپنے نزدیک تو ہے سب سے اطاعت اچھی	۱۱۸

یہ جو ہے حکم مرے پاس نہ آئے کوئی — اس لیے روٹھ رہے ہین کہ منائے کوئی

یہ نہ پوچھو کہ غم ہجر مین کیسی گذری
دل دکھانیکا اگر ہو تو دکھائے کوئی

تاک مین ہے نگہ شوق خدا خیر کرے
سامنے سے مرے بچتا ہوا جائے کوئی

ہو چکا عیش کا جلسہ تو مجھے خط بھیجا
آپ کی طرح سے مہمان بلائے کوئی

ترک بیداد کی تم داد نہ چاہو مجھسے
کرکے احسان نہ احسان جتائے کوئی

یون شب وصل ہوا لیدگی عیش نشاط
آپ اپنے مین خوشی سے نہ سمائے کوئی

حال افلاک و زمین کا جو بتایا ہے تو کیا
بات وہ ہے جو ترے دلکی بتائے کوئی

درد الفت کے مزے لیتے ہین قسمت والے
خون دل زہر نہین ہے کہ نہ کھائے کوئی

کیا وہ مے دخل دعوت ہی نہین ای واعظ
مہربانی سے بلاکر جو پلائے کوئی

وعدۂ وصل سے جان کہ خوش ہو جاؤن
وقت رخصت بھی اگر ہاتھ ملائے کوئی

سرد مہری سے زمانیکے ہوا ہے دل سرد
رکھکر اس چیز کو کیا آگ لگائے کوئی

۱۱۹

آپ نے داغ کو منھ بھی نہ لگایا افسوس
اوسکو رکھتا تھا کلیجے سے لگائے کوئی

شعر ۱۳

ہجر کی یہ رات کیسی رات ہے
ایک مین ہون اور خدا کی ذات ہے

آپکی ہر بات مین یہ بات ہے
چال ہے فقرہ ہے دم ہے گھات ہے

حور کی خواہش پہ یہ سٹھیے ملے
واہ کیا نیت ہے کیا اوقات ہے

تو نے قاصد چھیڑ دی دل کی لگی
یہ اوسی کافر کے منھ کی بات ہے

پھر خدا جانے کہان تم ہم کہان
عیش و عشرت کی یہی اک رات ہے

شکوے کے بدلے کیا شکر ستم
کچھ خفا ہین کیا مزے کی بات ہے

اونکا قاصد لیگیا ہے دل مرا
تازہ و باتش نئی سوغات ہے

شب کو جاگین بزم مین تو دن کو سوئین
رات کا دن اور دن کی رات ہے

کیون پھل پڑتے ہین تاک حسن پر
کیا وہان برسات ہی برسات ہے

جب کہا میں نے کہ لو مرتا ہوں میں
ضعف سے اوٹھتے نہیں دست دعا
کہتے ہیں دشنام دیکر لیں گے دل

بولے سبحان اللہ اچھی بات ہے
اب ہماری شرم اوسکے ہات ہے
مفت کیوں دیتے ہو کچھ خیرات ہے

۱۲۰

داغ سے جا کر ملے تھے ہم بھی آج
آدمی خوش وضع خوش اوقات ہے

شعر ۱۸

تلاش اونکو ہی میرے رازدان کی
کہاں اسے چارہ گر دل میں حرارت
نہیں کچھ ہرزہ گو دیوانہ عشق
کریگی سجدہ میت ہی ہماری
شب غم آئے خواب مرگ کیونکر
تمھیں سنواؤں کیونکر اوسکی باتیں
دہن کو ہے مزہ تیرے دہن کا

نئی ترکیب نکلی امتحان کی
یہ گرمی ہے فقط ضبط فغان کی
سنو تو کہہ رہا ہے یہ کہاں کی
کہ مٹی دی ہے اوسنے آستان کی
یہاں دیکھی ہیں آنکھیں پاسبان کی
مرے دل میں ہے کیفیت زبان کی
زبان کو چاٹ ہے تیری زبان کی

۱۲۱

وہ سنکر داغ کے اشعار بولے
خدا جانے یہ بولی ہے کہاں کی

شعر ۹

وہ نیم وعدہ کرکے فراموش ہو گئے
تلچھٹ بھی آج حضرت زاہد نے صاف کی
کافی ہے میرے قتل سے تنہا تمھیں لحاظ
احباب کو جنازہ اوٹھانا بھی بار تھا
بگڑے مزاج اون کا تو محفل بگڑ گئی
ماتم ہے طفل اشک کا یا دل کا سوگ ہے
ہان ہان ٹھہر ٹھہر کے اوٹھا رخ سے تو نقاب

امیدوار ہوش سے بیہوش ہو گئے
مینوش کیا ہوئے کہ بلانوش ہو گئے
وہ چار دن کیواسطے روپوش ہو گئے
ہم خاک میں ملے وہ سبکدوش ہو گئے
سامان عیش اوڑ کے پرے ہوش ہو گئے
کیوں مردمان دیدہ سیہ پوش ہو گئے
پیدا طبیعتوں میں بہت جوش ہو گئے

میری برائیاں تو نہ کرتا ہو مدعی — کیا غور ہے کہ ہم ہمہ تن گوش ہو گئے

۱۲۲ — ابھی داغ سب زمانہ ہی کے ذوق شوق / اک بار دل سے محو و فراموش ہو گئے — شعر ۱۶

بھرے راہ سے وہ یہاں آتے آتے — اجل مر رہی تو کہاں آتے آتے
مجھے یاد کرنے سے یہ مدعا تھا — نکل جائے دم ہچکیاں آتے آتے
نہ جانا کہ دنیا سے جاتا ہے کوئی — بہت دیر کی مہرباں آتے آتے
کلیجا مرے منہ کو آئے گا اکدن — یونہیں لب پہ آہ و فغاں آتے آتے
ابھی سن ہی کیا ہے جو بیباکیاں ہوں — اونھیں آئینگی شوخیاں آتے آتے
چلے آتے ہیں دل میں ارمان لاکھوں — مکاں بھر گیا مہماں آتے آتے
نتیجہ نہ نکلا تھکے سب پیامی — وہاں جاتے جاتے یہاں آتے آتے
تمہارا ہی مشتاق دیدار ہوگا — گیا جان سے اک جواں آتے آتے
یقیں ہے کہ ہو جائے آخر کو سچی — مرے منہ میں تیری زباں آتے آتے
سنانے کے قابل جو تھی بات انکو — وہی رہ گئی درمیاں آتے آتے
تری آنکھ پھرتے ہی کیسا پھرا ہے — مری راہ پر آسماں آتے آتے
مرے آشیاں کے تو تھے چار تنکے — چمن اڑ گیا آندھیاں آتے آتے
کسی نے کچھ انکو ابھارا تو ہوتا — نہ آتے نہ آتے یہاں آتے آتے
قیامت بھی آتی تھی ہمراہ اوسکے — مگر رہ گئی ہم عناں آتے آتے
بنا ہے ہمیشہ یہ دل باغ و صحرا — بہار آتے آتے خزاں آتے آتے

۱۲۳ — نہیں کھیل اے داغ یاروں سے کہدو / کہ آتی ہے اردو زباں آتے آتے — شعر ۳۰

مل گئی بیخودی شوق سے رخصت کیسی — ہو گئی دونوں جہاں سے مجھے فرصت کیسی

کیا کہوں اُس نے اُٹھائی ہے اذیت کیسی — مرنے والے کی رہی رات کو حالت کیسی

عشق نے دی ہیں دعائیں دمِ رحلت کیسی — مجھ سے مل مل کے گلے روئی ہے حسرت کیسی

عکس بھی آئینہ میں جا کے بگڑ ہی آیا — بڑھ گئی حد سے سوا اونکی نزاکت کیسی

بندہ چاہے جو خدائی کوئی مل سکتی ہے — لوگ قسمت کو لیے پھرتے ہیں قسمت کیسی

جورِ معشوق کی پرسش سے نہیں دنیا میں — اپنے بندے سے خدا کو ہے محبت کیسی

حور سے بحث نہیں ہاں یہ بتا اے زاہد — لاکھ دو لاکھ میں ہو ایک وہ صورت کیسی

دوست یکرنگ جو ایسا کبھی مل بیٹھے ہیں — لطف کے ساتھ گذر جاتی ہے صحبت کیسی

خواب میں بھی جو برا اوسنے کہا سب نے سنا — جلد ہوتی ہے بری بات کی شہرت کیسی

آپ ہی جور کریں آپ ہی پوچھیں مجھ سے — یہ تو فرمائیے ہے آج طبیعت کیسی

اب تو دو چار ہی نالوں کا رہا تھا جھگڑا — ہار دی حضرت دل آپ نے ہمت کیسی

اسکو میں نے جو کلیجے سے لگا رکھا ہے — درد نے پائی مرے سینے میں راحت کیسی

تھمیے تھمیے کہ نکلتی ہے ذرا جان حزیں — ہیں تو رخصت ہوا آپکی رخصت کیسی

سامنے کہاں ہم آنکو آئینہ تو لے کر دیکھو — اور ہوتی ہے خطاوار کی صورت کیسی

نگہ یار کو میں دل میں جگہ دوں لیکن — چور ہو جب کوئی مہمان تو عزت کیسی

چھیڑ ہر وقت کی اچھی نہیں یہ یاد رہے — کبھی کیسی ہے کبھی اپنی طبیعت کیسی

شکر ہے نکلے تو وہ لخت جگر اپنا ہے — اپنی اولاد سے ہوتی ہے محبت کیسی

دلکو سمجھائینگے بہلائینگے پھسلائینگے — بعد مرجانے کے ملجائیگی فرصت کیسی

دھمکیاں دیتے ہو تم جذبۂ دل کی اے داغ — بندہ پرور یہ محبت میں حکومت کیسی

۱۳۴

نظر آتا ہے پردہ جو کوئی شوخ و شریر
گدگداتی ہے بھلا اے داغ طبیعت کیسی

شعر ۱۱

ہر دم میں ہے درد سے یاد کسی کی — ملتی نہیں فریاد سے فریاد کسی کی

تا ژلی اوس نکتہ چین نے بات سمجھائی ہوئی بیٹھے بیٹھے پا گیا مجھے منفعل شکیبائی ہوئی دوڑ کر آتی ہے میرے گھر جو گھبرائی ہوئی لب پہ ظاہر ہے تبسم دل میں اترائی ہوئی		کیا قسم کھا کر ہوا ہے منفعل بیٹھا ہے میر صنعت نے ایسا بٹھایا اوسکی بزم ناز میں کس بلا میں مبتلا رہتی ہے دن بھر تمام بھولی صورت پہ ہی تصویر میں پائی

جلد پایا ہے داغ کیا ستم کھینچ کر وہ مسکین
پھر گئی تقدیر میری سامنے آئی ہوئی

[illegible]

رباعیات

سایے کی طرح ساتھ ہے داغ دلگیر بے داغ نہ کھنچ سکی تمھاری تصویر		تم تو فلک حسن کے ہو ماہ منیر خال لب گلفام ہے شاہد اسکا
	دیگر	
صورت سے ہے کیفیت کی طرح شوخ و شریر کھنچی ہے مگر تصنع میں آ تصویر		اس شکل کا دنیا میں نہیں کوئی نظیر اللہ رے حجاب و یگانگی تیری
	دیگر	
دیکھے سے نرالی ہے تمھاری تصویر دل کھینچنے والی ہے تمھاری تصویر		ہر عیب سے خالی ہے تمھاری تصویر کس شکل مصور سے پوری کھنچی
	دیگر	
دیکھی ہے کبھی ایسی پیاری تصویر		کیا خوب مصور نے اتاری تصویر

جب ہاتھ لگاتا ہوں تو جی ڈرتا ہے
کہ بیٹھے نہ کچھ منھ سے تمھاری تصویر

دیگر

دل لیکے مکرتی ہے تمھاری تصویر
یہ بات تو کرتی ہو تمھاری تصویر
خاموش جو ہو جاتی ہو اوسکے آگے
کیا داغ سے ڈرتی ہو تمھاری تصویر

دیگر

مغرور ہے تجھسے بھی جو بڑھکر تصویر
رکھتی نہیں پانوں کو زمین پر تصویر
کھینچوں جو ذرا میں تو کہاں پاس ادب
ہو جائے ابھی جامے سے باہر تصویر

دیگر

گو لاکھ کرے ناز تمھاری تصویر
میری تو ہے دمساز تمھاری تصویر
کہہ دیتی ہے سب بھید تمھارا مجھسے
تو بنگئی غماز تمھاری تصویر

دیگر

گرمی میں جو آیا رمضان اب کی بار
ای داغ گناہ اپنے ہوگئے فی النار
زور عرق سے کا ہر روزہ ہوا تیس میں
روزہ بھی ہوا اک دن میں دوبار افطار

تمام شد

تاریخ طبع از نتائج افکار جناب مولوی محمد عبد الغفور خان صاحب بہادر نساخ ڈپٹی کلکٹر میدنی پور

نساخ مثل عقد ثریا بست جمع
می زیبد ار ز رشک شود لعل احمر
از آب خویش در عرق شرم غرق شد
پیوستہ جائے خویش کند گم در جہان

بار دگر نتائج طبع و خیال داغ
داغ از لطافت سخن بے مثال داغ
دُر در صدف ز خجلت عقد لآل داغ
مانند داغ عشق بدلہا مقال داغ

از پہر سال فکر چو شد آسان نورد — گفتا دبیر چرخ کہ بدر کمال داغ ۱۳۰۲ھ

تاریخ آغاز طبع از فیروز شاہ خانصاحب فیروز شاگرد رشید مولف مد ظلہ العالی

میرے اوستاد کا چھپا دیوان — شعر رنگین یا کھلا ہے یہ گلزار
لکھدے فیروز یہ مصرعۂ تاریخ — چھپ گیا آج دفتر اشعار ۱۳۰۲ھ

دیگر اختتام طبع

چھپا وہ دوسرا دیوان اوستاد — بلندی پر ہیں جسکے سب مضامین
جو پوچھے کوئی سال طبع فیروز — تو کہدو گلشن اشعار رنگین ۱۳۰۴ھ

تاریخ طبع از نتائج طبع جناب محمد ظہیر حسن صاحب شوق شاگرد جناب تسلیم

مرتب کرد چون دیوان دوم — جناب داغ خورشید فصاحت
پے تاریخ طبع رو شتم شوق — بگفت آفتاب حسن فکرت ۱۳۰۴ھ

اشتہار